ماہنامہ نصرۃ العلوم، اپریل ۲۰۲۳ء

[جلد ۲۸، شمارہ ۴]

::: فہرست :::

عنوانات	رشحات قلم	صفحہ
۱۔ حالات وواقعات	مولانا زاہد الراشدی	۲
۲۔ روزے اور قرآن کا ربط	مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتیؒ	۴
۳۔ شوقِ مطالعہ	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۱۹
۴۔ عشاق کتب	مولانا محمد اسد یاسین بہاولنگری	۲۴
۵۔ قرآن کریم یاد کرلینا کافی نہیں یاد رکھنا بھی ضروری ہے!	مولانا زاہد الراشدی	۲۹
۶۔ تین مشکل ترین اعمال	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۳۶
۷۔ اسلامی نظام تعلیم وتربیت میں ذرائع ابلاغ کا کردار	محمد صلاح الدین	۴۰
۸۔ وفیات	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۵۰

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حالات وواقعات

مولانا زاہد الراشدی
شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم

معاشی بدحالی سے نکلنے کا صحیح راستہ

روزنامہ جنگ لاہور ۲۶ / مارچ میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پچیس ہزار روپے ماہانہ میں ایک فیملی کا گزارہ موجودہ حالات میں ممکن نہیں ہے، اس لیے محنت کش کی اجرت کم از کم پینتیس ہزار روپے ماہوار مقرر کی جانی چاہیے۔

وطن عزیز میں اجرتوں کا مسئلہ قیام پاکستان کے بعد سے ہی بحث ومباحثہ کا موضوع چلا آرہا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جو ناہموار معاشی سسٹم ہمیں نوآبادیاتی حکمرانوں سے ورثہ میں ملا تھا ہم نے اس میں کوئی ردوبدل کیے بغیر نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لیے بیرونی قرضوں کے جال میں خود کو جکڑتے چلے گئے، جس کے نتیجے میں پوری قوم بیرونی قرضوں کے شکنجے میں ہے اور ایڈھاک ازم پر مبنی معاشی پالیسیوں نے ملک کو معاشی بدحالی کی انتہا پر لا کھڑا کیا ہے، حالانکہ بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح مرحوم نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے افتتاح کے موقع پر ہی کہہ دیا تھا کہ وہ ملک کے نظام معیشت کو مغربی اصولوں پر نہیں بلکہ اسلامی اصولوں پر استوار دیکھنا چاہتے ہیں اور اقتصادی ماہرین سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اسلامی اصولوں کی روشنی میں ملک کے معاشی نظام کو استوار کرنے کی طرف قوم کی راہنمائی کریں گے۔ مگر قائداعظمؒ کے وفات پاتے ہی ان کے سب ارشادات کو پس پشت ڈالتے ہوئے نوآبادیاتی نظام کے تسلسل کو جاری رکھنے اور اس کے لیے مغربی قوتوں کی پشت پناہی ہر صورت میں قائم رکھنے کی پالیسی اختیار کر لی گئی، جس کا خمیازہ آج پوری قوم بھگت رہی ہے، مگر سوال یہ ہے کہ اس سارے معاملہ کا حل کیا ہے؟ ہمارا خیال ہے کہ جزوی اور وقتی نوعیت کے اقدامات مسائل کو مزید الجھاتے جا رہے ہیں اور ہمارے گرد قرضوں اور بیرونی دباؤ کا شکنجہ مزید سخت ہوتا جا رہا ہے، اس کے لیے قائداعظم مرحوم کے اس ارشاد کی طرف واپس جائے بغیر ہمارے لیے اور کوئی راستہ باقی نہیں رہ گیا کہ ہم اپنی معیشت کی اساس مغربی اصولوں کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بجائے اسلامی تعلیمات اور اصولوں کو بنائیں اور ان کی روشنی میں معاشی ڈھانچہ کی ازسرنو تشکیل کر کے اس کی بنیاد پر اصلاحات کا آغاز کریں، یہ کام آسان نہیں ہے، اس سے مشکلات وقتی طور پر ضرور بڑھیں گی اور بین الاقوامی دباؤ اور مداخلت بھی اپنا آخری حربہ اختیار کرنے میں کسی ہچکچاہٹ سے کام نہیں لے گی، مگر جب اس کے سوا ہمارے پاس اور کوئی آپشن موجود ہی نہیں ہے اور کسی نہ کسی وقت ہم نے اسے بہر حال اختیار کرنا ہی ہے تو اسے ٹالتے چلے جانے کی بجائے جتنی جلد ہو سکے اسے اختیار کر لینا چاہیے۔

جہاں تک کم از کم اجرت اور تنخواہ کا تعلق ہے، ہمیں نصف صدی قبل کا وہ ماحول یاد ہے جب جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے ۱۹۷۰ء کے انتخابی منشور میں یہ حل پیش کیا تھا کہ تنخواہوں کے تناسب کو ایک اور دس پر لا کر بتدریج ایک اور پانچ کے تناسب تک لایا جائے تاکہ باہمی تفاوت کو کم سے کم کیا جا سکے، اسی طرح اس وقت کی محنت کشوں کی ایک جماعت ''پاکستان لیبر پارٹی'' نے یہ تجویز دی تھی کہ کم از کم تنخواہ ایک تولہ سونا طے کی جائے تاکہ کرنسی کا اتار چڑھاؤ عام آدمی کی معاشی ضروریات اور مشکلات پر اثر انداز نہ ہو سکے، اسی تناظر میں راقم الحروف نے گذشتہ دنوں ''رفاہی ریاست: قرآن وسنت کی روشنی میں'' کے عنوان پر ایک لیکچر کے دوران گذارش کی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے اس طرزِ عمل کی تحسین فرمائی تھی کہ وہ جب کسی معاشی بحران کا شکار ہوتے ہیں تو سب لوگ اپنے اثاثے ایک جگہ جمع کر کے آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں، اس کا مطلب یہ تھا کہ کہ پورے معاشی نظام کی ازسرنو تشکیل اور وسائل کی نئے سرے سے باہمی تقسیم بھی معاشی بدحالی کا ایک ایسا حل ہے جس کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تحسین فرمائی ہے اور بوقت ضرورت اسے اختیار کیا جا سکتا ہے، اس سے ہماری اس گذارش کی تائید ہوتی ہے کہ قومی معیشت کو سنگین ترین بحران اور قوم کو معاشی تباہ حالی کی دلدل سے نکالنے کے لیے جزوی اور وقتی اقدامات کی بجائے قومی معیشت کی مکمل تشکیل نو کا راستہ اختیار کرنا چاہیے اور بانئ پاکستان کے ارشاد کے مطابق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انقلابی اور ہمہ گیر اقدامات کا آغاز کرنا چاہیے۔

اس سلسلہ میں دینی اور معاشی ماہرین اور مفکرین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ قوم کی راہنمائی کریں اور مکالمہ و مباحثہ کے ذریعہ مسائل کے حقیقی اور باوقار حل کا راستہ نکالیں، بالخصوص بڑے دینی مدارس اور یونیورسٹیوں کو یہ ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اس وسیع تر مباحثہ ومکالمہ کا اہتمام کرنا چاہیے جو اس حوالے سے کسی حتمی نتیجہ تک پہنچنے کے لیے انتہائی ضروری ہے، خدا کرے ہم اس ذمہ داری سے صحیح طور پر عہدہ برآ ہو سکیں، آمین یا رب العالمین۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خطبہ جمعۃ المبارک (غیر مطبوعہ) --- s --- مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
بانی جامعہ نصرۃ العلوم

روزے اور قرآن کا ربط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ ط وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ز وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ o (البقرہ۔۱۸۵)

محترم حاضرین و برادرانِ اسلام!

مجھے اس وقت آپ کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت، روزے کی حفاظت اور صیانت، اس کا مقصد اور ماہِ رمضان کے ادب و احترام کے بارے میں عرض کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ رمضان کا مہینہ وہ ہے کہ جس میں قرآن پاک نازل کیا گیا۔ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ یہ قرآن لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے، اس میں ہدایت کی واضح واضح باتیں اور فیصلہ کن بات ہے۔ فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ تم میں سے جو اس مہینہ کو پا لے، وہ ضرور اس کے روزے رکھے۔ وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو، وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے۔

روزوں کی گنتی کی تکمیل اور سند تقویٰ

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ گنتی پوری کرنے پر ایک مسلمان کو تقویٰ کی سند ملتی ہے، اگر ماہِ رمضان کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سارے روزے رکھو گے تو متقی بن جاؤ گے، اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر کوئی طالب علم کسی سطح کے امتحان میں کسی ایک دو پرچہ میں ناکام ہوجاتا تو اسے اُس پرچہ میں کامیابی سپلیمنٹری امتحان کے ذریعے حاصل کرنا پڑتی ہے۔ جب تک وہ متعلقہ امتحان کے متعلقہ پرچہ میں کامیابی حاصل نہ کرلے اس کو سند یا ڈپلومہ نہیں ملتا۔ ماہِ رمضان کے روزوں کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔ جب تک کوئی مسلمان چھوڑے ہوئے روزوں کی گنتی پوری نہ کرلے اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقویٰ کی سند نہیں ملتی، مولانا احمد علی لاہوریؒ اور دیگر علماء نے اسی طرح بات سمجھائی ہے۔

الغرض! روزے کی اصل غایت حصولِ تقویٰ ہے، محض منہ بند کرانا مقصود نہیں بلکہ اہلِ ایمان کو متقی بنانا مقصود ہے، جب آدمی متقی بن جاتا ہے تو اس کے لیے دوسرے احکام پر عملدرآمد آسان ہوجاتا ہے اور کوئی دشواری محسوس نہیں ہوتی، اسی لئے اللہ کا ارشاد ہے۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ اور تمہارے ساتھ تنگی نہیں چاہتا، ظاہر ہے اس سے زیادہ کیا آسانی ہوسکتی ہے کہ بیمار یا مسافر آدمی سے جو روزے رہ جائیں، اُن کی گنتی بعد از رمضان اپنی سہولت کے مطابق اگلے رمضان سے پہلے پہلے پوری کرلے، اس میں اللہ تعالیٰ نے خاص حکمت رکھی ہے، وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ لہٰذا یہ گنتی ضرور پوری کریں۔

اللہ کی بڑائی

فرمایا روزے کا دوسرا مقصد یہ ہے وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ کہ اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت بخشی ہے، تمہیں مومن اور مسلمان بنایا ہے، دینِ حق کا پیروکار اور متقی بنایا ہے، بڑائی بیان کرنا چار اخلاق میں سے ایک بنیادی خُلق ہے جس کا حاصل کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، دوسری جگہ اللہ کا یہ فرمان بھی ہے وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ (المدثر۔۳) اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو۔ کسی امیر، وزیر، صدر یا بادشاہ کی نہیں بلکہ اپنے رب کی بڑائی بیان کرو، اور ساتھ ساتھ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ اللہ کا شکر بھی ادا کرو کہ اُس نے تمہیں وجود، صحت اور توانائیوں جیسی نعمتیں عطا کیں، اولاد دی، مال دیا، یہ تمام چیزیں تقاضا کرتی ہیں کہ اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرو، جیسا کہ میں نے گزشتہ جمعہ میں بھی عرض کیا تھا کہ انسان کے وجود یا جسم کا شکریہ روزہ رکھنے سے ادا ہوتا ہے۔

روزے کے ضروری مسائل

اب روزے کے بعض مسائل بھی سن لیں، مریض اور مسافر کو روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے، البتہ بعض از رمضان چھوٹے ہوئے روزوں کی گنتی پوری کرنا ضروری ہے، حیض اور نفاس والی عورت کو مذکورہ حالت میں روزہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رکھنا حرام ہے، تاہم اُن کو بعد از رمضان گنتی پوری کرنی ہوتی ہے، دودھ پلانے والی عورت بھی اگر تکلیف محسوس کرے تو روزہ چھوڑ سکتی ہے مگر اس کی قضا لازم ہے، اِن تینوں قسم کی عورتوں پر کفارہ نہیں آتا، صرف فوت شدہ روزوں کے بدلے روزے رکھ لیں، حیض ونفاس والی عورت کے لیے نماز بالکل معاف ہے، اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے یہ آسانی پیدا کردی ہے، اگر پنج وقتہ نمازوں کی قضا بھی لازم آتی تو عورت کے لیے مشکل پیدا ہوجاتی کیونکہ تندرستی کے بعد اس کو وقتی نمازوں کے علاوہ گھر کے کام کاج اور بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سے بھی عہدہ برا ہونا پڑتا ہے، مگر مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ حَرَجٌ اللہ تعالیٰ نے دین میں تمہارے لیے حرج پیدا نہیں کیا بلکہ سہولتیں دی ہیں، اس لئے حائضہ اور نفاس والی عورت کو اس دوران کی نمازیں معاف ہیں، ام المومنین حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ حیض ونفاس والی عورت نماز قضا نہیں کرتی اور روزہ قضا کرتی ہے، تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ اللہ کے نبی نے ہمیں یہی حکم دیا تھا کہ ہم روزے کی قضا کریں اور نماز معاف ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور امام حسن بصریؒ کا یہی فتویٰ ہے افطر الحاملة والمرتضعة یعنی حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت روزہ افطار کرسکتی ہے، البتہ تقضيان صياماً اُن کو روزوں کی قضا کرنی ہوگی۔

مسافر کے لئے یہ مسئلہ بھی سن لیں کہ ایک شخص دن کے ابتدائی حصے میں مقیم تھا اور اُس نے روزہ بھی رکھ لیا، لیکن اسے سفر پر جانا پڑا، تو اس حالت میں اسے روزہ افطار کردینا چاہئے یا وہ روزہ سفر میں بھی پورا کرے، امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ شخص چاہے تو روزہ پورا کرلے یا اگر چاہے تو روزہ توڑ بھی سکتا ہے جس کی بعد میں قضا لازم آئے گی، البتہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کو سفر کی حالت میں بھی روزہ پورا کرنا ضروری ہے، اس سلسلہ میں چاروں آئمہ کا نظریہ بھی میں نے آپ کو بتلا دیا۔

روح، عقل اور نفس کا روزہ

ایک بزرگ مظفر قرمسینیؒ گزرے ہیں، انہوں نے روزے کا مطلب اس طرح سمجھایا کہ روح، عقل اور نفس تینوں کا روزہ ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں، روح کا روزہ قصر الامل میں ہے یعنی آدمی اپنی آرزوؤں کو مختصر کردے، ہم لوگ عام طور پر لمبی لمبی خواہشات رکھتے ہیں جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ آدمی کی موت کا وقت آجاتا ہے مگر اُس کی آرزو بڑی دور تک پہنچی ہوئی ہوتی ہے، گویا آرزو کو مختصر کردینا روح کا روزہ ہے، اور عقل کا روزہ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اپنی خواہش کے خلاف کاربند بنالے، عقل کا لفظی معنی باندھنا یا رکنا ہوتا ہے، اگر آدمی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اپنی خواہش کو روک لے تو یہ اس کی عقل کا روزہ ہے، اور نفس کا روزہ یہ ہے جو ہم رکھتے ہیں اور کھانے پینے اور جنسی خواہش کو ایک خاص وقت تک کے لئے روک لیتے ہیں۔

نابالغ بچوں کا روزہ

اگر بچے باشعور ہوں تو اُن سے روزہ رکھوا کر اُن کو روزہ رکھنے کی ترغیب دینی چاہئے، پانچ سات سال کے بچے سے روزہ رکھوایا جا سکتا ہے، دس سال کا بچہ تو باشعور ہوتا ہے، اِن کو ترغیب دے سکتے ہیں، مجبور نہیں کر سکتے، البتہ بچے سے روزہ رکھوا کر اخبارات میں فوٹو چھپوا کر تشہیر کرنا درست نہیں ہے، اس طرح تو پہلے دن سے ہی بچے کے دل میں ریا کاری کا بیج بونے والی بات ہے اور غلط ہے، انسان یا کسی زندہ کی فوٹو بنانا تو ویسے ہی کبیرہ گناہ ہے، البتہ شناختی کارڈ، پاسپورٹ یا ڈرائیونگ لائسنس میں لگانے کے لیے فوٹو بنوانا مجبوری میں آتا ہے اور اس کی کسی حد تک گنجائش موجود ہے، لیکن بہرحال شریعت میں حرام ہے۔

روزہ اور افطار پارٹی

روزہ رکھنے کے بعد افطار پارٹیوں کا رواج بھی چل نکلا ہے، اگر افطار پارٹی کی وجہ سے نماز ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو یہ افطار پارٹی بھی مکروہ ہے، لوگ سیاسی اغراض کے لیے افطار پارٹیاں کرتے ہیں اور نماز کی کچھ پرواہ نہیں کرتے، اس طرح تو روزہ افطار کرنے کے ثواب سے بھی آدمی محروم ہو جاتا ہے، تاہم افطار پارٹی بھی جائز ہے بشرطیکہ نماز ضائع نہ ہو۔

عشاء کا وقت

تراویح کا مسئلہ بھی ماہِ رمضان کے ساتھ ہی پیدا ہوتا ہے، امام ابوحنیفہؒ کے پیروکاروں کے لیے شام کے بعد سفید شفق غائب ہونے کے بعد ہی عشاء کی آذان کا وقت ہوتا ہے، اگر شفق غائب ہونے سے پہلے آذان دے دی جائے اور نماز پڑھ لی جائے تو وہ نماز قبل از وقت اور نادرست ہوگی، البتہ امام شافعیؒ کے پیروکاروں کے نزدیک سرخ شفق غائب ہونے پر عشاء کا وقت ہو جاتا ہے اور آذان دی جا سکتی ہے۔

عورت اور نماز تراویح

اکثر عورتیں تراویح نہیں پڑھتیں حالانکہ ان کے لیے بھی نماز تراویح اسی طرح سنت مؤکدہ ہے جس طرح مردوں کے لیے ہے، البتہ عورتوں کے لیے مسجد میں حاضری ضروری نہیں ہے بلکہ ان کا گھر میں پڑھنا افضل ہے،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ان کے لیے جماعت کی پابندی بھی ضروری نہیں ہے۔

نماز تراویح آخر رمضان تک

اگر حافظ قرآن پاک نماز تراویح میں بیس تاریخ یا آگے پیچھے ختم کر دیتا ہے تو ختم قرآن پاک کے ساتھ نماز تراویح تو ختم نہیں ہو جاتی بلکہ یہ نماز تو رمضان کے آخری رات تک سنت مؤکدہ ہے، اور ضروری ہے خواہ باقی راتیں نماز تراویح چھوٹی سورتوں کے ساتھ پڑھی جائے

نابالغ بچے کی اقتداء

احناف کے نزدیک نابالغ بچے کی اقتدا میں نماز تراویح نہیں ہوتی، دلیل حضورؐ کا یہ فرمان ہے الامام ضامن امام ضامن یعنی ذمہ دار ہوتا ہے، اپنی نماز کا بھی اور مقتدیوں کی نماز کا بھی، نابالغ بچے پر تو نماز فرض ہی نہیں ہے، وہ کس چیز کا ضامن ہوگا، اگر نابالغ بچہ نماز توڑ دے تو اس کے ذمے دوبارہ پڑھنا بھی ضروری نہیں ہوتا کیونکہ وہ بھی مکلّف نہیں ہوا، بہرحال نابالغ بچے کے پیچھے کوئی نماز درست نہیں ہے۔

ختم قرآن پر مٹھائی کی تقسیم

ہمارے ہاں تراویح میں ختمِ قرآن پر چندہ اکٹھا کر کے مٹھائی تقسیم کرنے کا قبیح رواج عام ہے، چندہ کر کے مٹھائی تقسیم کرنا تو منکرات میں سے ہے، ہاں اگر کوئی شخص بغیر چندہ جمع کئے از خود مٹھائی تقسیم کر دے تو کوئی ممانعت نہیں ہے، ختمِ قرآن پر بہت زیادہ روشنی کرنا یا شب قدر پر ایسی زائد روشنی کرنا فضول خرچی میں داخل ہے اور منکرات میں سے ہے۔

درمیانے روزے کا خصوصی اہتمام

اس برصغیر میں بعض لوگ درمیانے روزے کا خاص اہتمام کرتے ہیں جو کہ اس سال گزر چکا ہے، ایسا کوئی اہتمام مشروع نہیں ہے بلکہ پہلا، درمیانہ یا آخری روزہ یکساں ہیں، کسی روزے کا خاص اہتمام کرنا منکرات میں سے ہے۔

نمازِ تراویح میں ثناء

نمازِ تراویح میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھنا مستحب ہے، تکبیر اور سورۃ فاتحہ کے درمیان اتنا وقفہ ہونا چاہئے کہ آدمی ثنا پڑھ سکے، حتی الامکان اس کو ترک نہیں کرنا چاہیے، تاہم ترک کرنے کے باوجود نماز ہو جاتی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے، مگر مستحب کو بھی بلاوجہ نہیں چھوڑنا چاہئے، روزے اور اس کے متعلقات کے بارے میں میں نے ضروری مسائل آپ کی خدمت میں عرض کردئے ہیں۔

روزے کا ادب واحترام

روزے کا ادب واحترام بھی ضروری ہے، ایک ادب تو اخلاقی ہے اور ہم لوگ روزے کا اخلاقی ادب ہی سکھاتے ہیں، دن کے وقت کھلے طور پر کسی بے روزہ کو نہیں کھانا پینا چاہئے، مسلمانوں کے ملک میں اس کا خاص اہتمام ہونا چاہئے، روزے کا دوسرا ادب تعزیری ہے جو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ روزے کی بے ادبی کرنے والوں پر تعزیر لگائے، اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب انتظامیہ کے تمام افراد خود روزے دار ہوں، ورنہ اس قانون کی پابندی نہیں ہوسکتی، جو شخص کہتا ہے کہ انتظامیہ کی طرف سے روزے کی پابندی کا سرکلر جاری ہونے پر واقعی پابندی ہوجائے گی، وہ شخص جھوٹ کہتا ہے، اگر کسی مجرم کو پکڑ کر جیل بھی بھجوادیا اور اُدھر پکڑنے والا سپاہی خود بھی سگریٹ پی رہا ہے تو روزے کا ادب کیسے ہوگا؟ اگر کوئی شخص مسافر ہے، معذور ہے، بیمار ہے، اور اسے کھانا پینا ہی ہے تو سرعام لوگوں کے سامنے تو ایسا نہ کرے بلکہ روزے کا ادب بجالاتے ہوئے گھر میں یا پردہ میں کھائے پئے، بہر حال یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے لوگوں پر تعزیز لگائے تاکہ وہ روزے کا ادب واحترام ملحوظ رکھیں۔

بے نمازی اور بے روزہ کے لیے تعزیر

ہمارے مدارس میں پڑھائی جانے والی فقہ کی پہلی کتاب ''نورالایضاح'' کے مصنف حسن بن عمادالشرنبالیؒ دسویں صدی میں مصر میں ہوئے ہیں، اس کتاب میں مصنف نے بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لئے طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوۃ کے مسائل کا ذکر کیا ہے، اس میں معاملات کا تذکرہ نہیں ہے، آج سے چار سو سال پہلے لکھی ہوئی کتاب کے زمانہ میں دنیا میں مسلمانوں کا نظامِ حکومت قائم تھا، زوال تو انگریزوں اور مغرب کے تسط کے بعد آیا ہے، بہر حال اس زمانے میں مصنف نے روزے اور نماز کا ادب سکھایا ہے، فرماتے ہیں کہ تارك الصلوٰة عمداً یعنی جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کو اتنا مارا جائے کہ اُس کے جسم سے خون نکل آئے، پھر اُسے قید میں ڈال دیا جائے اور جب تک وہ نماز کی پابندی کا اقرار نہ کرے اُس کو رہا نہ کیا جائے، وکذٰ تارك الصوم فی رمضان اور اسی طرح ماہِ رمضان میں روزہ کھانے والے کو بھی اتنا ہی مارا جائے کہ اُس کے جسم سے خون نکل آئے، اور جب تک وہ تائب ہوکر روزہ رکھنے پر آمادہ نہ ہو، اسے قید میں ڈال دیا جائے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نماز اور روزہ کا ادب واحترام کرانے کے لیے تعزیر لگانا تو حکومت کا کام ہے، یہ علماء کا کام تو نہیں ہے، وہ تو اخلاقی طور پر وعظ ونصیحت ہی کر سکتے ہیں، یہ تو ضلعی انتظامیہ اور پولیس کے فرائض میں ہے کہ وہ بے نماز اور بے روزہ کو تعزیر لگائیں، البتہ کسی ایسے آدمی کو قتل کرنے کا حکم نہیں ہے۔ ہاں، اگر کوئی مسلمان نماز یا روزے کا انکار کر دے یا اُن کے ساتھ تمسخر کرے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے، ایسے شخص کو تین دن کی مہلت دی جائے، اس کے شکوک وشبہات کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے اور توبہ کرنے پر آمادہ کیا جائے، اگر وہ پھر بھی توبہ نہیں کرتا تو واجب القتل بن جاتا ہے، ایسی صورت میں اس کو قتل کیا جا سکتا ہے، بہر حال روزے کا احترام کرانا حکومت کا کام ہے جو تعزیر کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔

شراب نوشی کی سزا

ملا علی قاریؒ دسویں صدی کے محدث اور فقیہہ ہوئے ہیں، جنہوں نے ''مرقاۃ'' کے نام پر حدیث کی کتاب ''مشکوٰۃ'' کی شرح کئی جلدوں میں لکھی ہے، انہوں نے کتاب کی ساتویں جلد میں امیر المؤمنین حضرت علیؓ کا یہ واقعہ قلمبند کیا ہے کہ آپ کے پاس نجاشی نامی شاعر کو پیش کیا گیا جس نے ماہِ رمضان میں دن دیہاڑے شراب پی تھی، حضرت علیؓ نے اُس شاعر کو اسی ۸۰ کوڑے شراب نوشی کی سزا اور بیس ۲۰ کوڑے ماہِ رمضان کی بے حرمتی پر تعزیر کے طور پر لگانے کا حکم دیا، یہاں یہ مسئلہ بھی وضاحت طلب ہے کہ امام شافعیؒ شراب نوشی کی سزا چالیس ۴۰ کوڑے کے قائل ہیں جبکہ امام ابوحنیفہؒ اور بعض دوسرے دیگر آئمہ اسی ۸۰ کوڑے سزا کے قائل ہیں، ظاہر ہے کہ اگر شرابی کو علی الاعلان اسی ۸۰ کوڑے مارے جائیں تو سارے شرابی تائب ہو جائیں گے، مگر آج اس حد پر عمل کون کرائے، جب سزا دینے والے خود اس لعنت میں مبتلا ہوں تو سزا کون دے گا؟

روزے کے ساتھ تمسخر

سید جمال الدین افغانیؒ نے اپنی کتاب ''تاریخ الافغان'' میں لکھا ہے کہ جب مری قبیلہ کے بلوچوں کو روزہ رکھنے کے لیے کہا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کیوں روزہ رکھیں، ہم نے کوئی چوری تو نہیں کی، چوری تو ہمارے سردار نے حضور علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بکری چوری کر کے کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو چوری کی تعزیر کے طور پر ایک مہینے روزے رکھنے کا حکم دیا تھا، ہم نے تو ایسا کوئی جرم نہیں کیا، لہٰذا ہم کیوں روزہ رکھیں، لوگوں میں اس قسم کی باتیں پھیلی ہوئی ہیں اور وہ روزے کے ساتھ یوں تمسخر کرتے ہیں کہ ہم سے تو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

منہ بند نہیں کیا جاتا، روزہ تو وہ لوگ رکھیں کھانا میسر نہیں ہے، یہ کفر کی بات ہے اور جب تک ایسے لوگوں کو سزا نہ دی جائے گی، یہ لوگ روزے کی بے ادبی کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔

روزے کی حفاظت

روزے کی حفاظت کا مسئلہ بھی سن لیں، یہ بھی ضروری ہے، حقیقت میں تو اللہ کی توفیق سے ہی روزے کی حفاظت بھی ہو سکتی ہے، البتہ بعض آدمی روزہ رکھ کر بھی اس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے، کسی کی غیبت یا برائی کرنے کے نتیجے میں روزہ فاسد ہو جاتا ہے، حضور علیہ السلام کے زمانہ میں روزے دار، دو عورتیں حضورؐ کے پاس آئیں، آپؐ نے اُن کو قے کرنے کا حکم دیا تو اُن کی قے سے خون اور پیپ جیسا مادہ برآمد ہوا، لوگ بڑے متعجب ہوئے، وہ عورتیں خود بھی حیران تھیں کہ یہ کیا معاملہ ہے، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اِن عورتوں نے روزہ تو حلال چیز سے رکھا مگر افطار حرام چیز سے کیا، کھانے پینے سے منہ تو بند کیا ہوا تھا مگر غیبت جیسی حرام چیز کا ارتکاب کر کے روزہ توڑ لیا، تو اس سے معلوم ہوا کہ حرام مال سے کیا خرابی پیدا ہوتی ہے، یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر غیبت گو قے کرنے والے کی قے سے خون اور پیپ جیسی چیز برآمد ہو کیونکہ وہ تو اللہ کے نبی کا معجزہ تھا، تاہم یہ غیبت کرنے والوں کی نشاندہی تھی کہ روزہ کس طرح خراب ہوتا ہے، تو غیبت کرنا گویا پیٹ میں خون اور پیپ بھرنے کے مترادف ہے، خود قرآن میں بھی اللہ کا یہ فرمان موجود ہے وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضاً اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوْهُ (الحجرات۔۱۲) اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کرو، کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تم اس سے نفرت ہی کرو گے، عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب دو عورتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں تو غیبت شروع ہو جاتی ہے، اُن کی زبان حجاج کی تلوار سے بھی تیز چلتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ روزے کی حفاظت بھی ضروری ہے، فرمایا کم من صائم لیس لھم الا من جوع والعطش یعنی بہت سے روزے داروں کو بھوک اور پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَلَا يَبْخَثْ اے ایمان والو! کوئی بیہودہ بات نہ کرو کہ اس سے روزہ خراب ہو جاتا ہے، کسی کو گالی دینا، کسی کی غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، دنگا فساد کرنا وغیرہ روزے کے منافی ہیں، اگر کوئی آدمی روزے دار کے ساتھ دنگا فساد یا گالی گلوچ کرتا ہے تو روزے دار اس کو کہہ دے، میں روزے دار ہوں لہٰذا تیری بات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کا جواب نہیں دے سکتا، یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امت کو تعلیم دی ہے۔

امام غزالیؒ اور خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا نظریہ

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ہاتھ، کان، آنکھ، زبان اور دل کی حفاظت ضروری ہے تا کہ روزے میں کوئی خرابی آنے نہ پائے، بزرگانِ دین کے نزدیک روزے میں کمال اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب روزہ تمام منکرات سے خالی ہو، خواجہ نظام الدین اولیاء کے ''ملفوظات'' میں موجود ہے کہ چار باتوں سے انسان میں کمال پیدا ہوتا ہے۔

﴿۱﴾ قلتِ طعام: یعنی تھوڑا کھانا، روزہ رکھنے کی توفیق تو اللہ ہی دیتا ہے، لہٰذا سحری اور افطار کے وقت بھی بہت زیادہ نہیں کھانا چاہیے، حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ آدمی کے پیٹ کے تین حصے ہونے چاہئیں، ایک حصہ کھانے کے لیے، اور دوسرا حصہ پینے کے لیے اور تیسرا حصہ سانس لینے کے لیے، اگر سارے حصے خوراک سے ہی بھر لیے جائیں اور پانی دراڑوں میں ڈال لیا جائے تو سانس کیسے لیں گے، اگر آدمی حضورؐ کا بتلایا ہوا معیار قائم کر لے تو مسلمانوں کی اقتصادی حالت ٹھیک ہو جائے، دولت مند لوگ دن میں چھ چھ مرتبہ کھاتے ہیں اور ان کے پیٹ کی ٹینکی ہر وقت پُر رہتی ہے، اگر دس آدمیوں کا کھانا ایک آدمی ہی کھا جائے تو بہت سے آدمی بھوکے ہی رہیں گے، آپؐ نے فرمایا کہ پیٹ کا ایک حصہ میں خوراک، دوسرے میں پانی اور تیسرا حصہ سانس کے لیے خالی رکھو، آپؐ نے یہ بھی فرمایا طعام الواحد یکفی الاثنین یعنی ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کفایت کر سکتا ہے، اگر یہ معیار بنالیں تو سب کو کھانا میسر آ جائے اور کوئی آدمی بھوکا نہ رہے۔

﴿۲﴾ قلتِ منام: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ آدمی میں کمال پیدا کرنے والی دوسری چیز کم سونا ہے، ہم نیند بھی بہت زیادہ کرتے ہیں، رمضان جیسے مبارک مہینے میں سونے کے اوقات میں کم از کم اتنی گنجائش تو نکالنی چاہئے کہ آدمی ایک قرآن کریم تو سن لے، آدمی کی نیند جس قدر کم ہوگی اُسی قدر فائدہ اسی قدر ترقی ہوگی۔

﴿۳﴾ قلتِ کلام: یعنی کم بولنا، ایک مسلمان کے لیے بہت زیادہ باتیں کرنا بھی باعثِ وبال بن جاتی ہیں، مسلمان کو چاہئے کہ لایعنی کلام کی بجائے اللہ کا ذکر کرے یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے، ضروری بات کے علاوہ کوئی بات نہ کرے۔

﴿۴﴾ قلتِ صحبت مع الانام: لوگوں کے ساتھ کم میل جول، عام لوگوں کے ساتھ میل جول جتنا کم ہوگا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اتنا ہی اُس کے لیے اچھا ہوگا، اور جتنا کوئی لوگوں میں دخیل ہوگا اتنی ہی خرابیاں بھی پیدا ہوں گی، چنانچہ ماہِ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف بھی اس مقصد کو پورا کرتا ہے کیونکہ آدمی دس دنوں تک لوگوں سے الگ الگ تھلگ رہ کر روحانیت بھی حاصل کر لیتا ہے۔

اعدائے دین

اگر چار باتوں سے انسان میں کمال پیدا ہوتا ہے تو دین کے دشمن بھی چار ہیں، اور اُن میں سے ہر ایک کا علاج ضروری ہے۔

﴿۱﴾ نفس: روزے کی وجہ سے نفس پر بھوک، پیاس اور بیداری سوار کی جاتی ہے تاکہ نفس مغلوب ہو اور ایک مسلمان کے اندر روحانیت اور تقویٰ پیدا ہو، نفس تو اپنے اوپر کوئی بھی پابندی پسند نہیں کرتا، لیکن شریعت نفس کو مغلوب کرنے کے لیے روزے کی پابندی لگا رہی ہے، تراویح پڑھنا، قرآن سننا اور دیگر عبادات بھی نفس کو دبانے کے ذرائع ہیں۔

﴿۲﴾ شیطان: دین کا دوسرا دشمن شیطان ہے اور اس کا علاج ذکرِ الٰہی سے ہوتا ہے، جب آدمی سو جاتا ہے تو ناک کے سوا انسانی جسم کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں، لہٰذا شیطان ناک کے راستے گھس کر ناک کی گھوڑی میں بیٹھ جاتا ہے اور دل میں وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے، اگر وہ بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے، اگر وہ اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کو غلبہ حاصل ہوتا ہے، یہاں تک آدمی کی صبح کی نماز بھی ضائع ہو جاتی ہے، غرضیکہ شیطان کو دور کرنے کا ذریعہ اللہ کا ذکر ہے۔

﴿۳﴾ کافر: کافر بھی دین کا دشمن ہے اور اس کا علاج جہاد ہے، انفرادی طور پر اور حکومتی سطح پر بھی اتنی طاقت ضروری ہے جس کے ذریعے کافروں کا مقابلہ کیا جا سکے، اللہ کا فرمان بھی ہے۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ (الانفال۔۶۰) حسبِ استطاعت اتنی طاقت پیدا کرو جس سے کافروں کا مقابلہ کیا جا سکے، آج ساری کافر دنیا مسلمانوں کی دشمن ہے، اگر دشمن کے مقابلہ کے لیے قوت پیدا نہیں کریں گے تو جہاد کیسے ہوگا؟ مسلمانوں میں مادی طاقت کے علاوہ روحانی طاقت بھی ہونی چاہیے اور طاقت کا سرچشمہ ایمان ہونا چاہیے، ساتھ ساتھ عدل بھی ہو اور عدل کا منبع شریعت ہے، عادل حکمران ہی شریعت کے احکام کو جاری کر سکتا ہے، ظالم حکمران دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اور اللہ کا فرمان بھی ہے۔ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (آل عمران۔۵۷) کہ وہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ظالموں کو پسند نہیں کرتا، غرضیکہ کافر کا مقابلہ کرنے کے لیے طاقت کی ضرورت ہے اور ساتھ ساتھ روحانی طاقت بھی ہونی چاہئے جس کا سرچشمہ ایمان اور عدل ہے۔

﴿۴﴾ منافق: دین کا چوتھا دشمن منافق ہے، منافق لوگ بظاہر تو دین اسلام اور مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں مگر حقیقت میں دین کے دشمن ہوتے ہیں جو درپردہ دین کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کو مغلوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ لوگ خدا سے زیادہ انسانوں سے ڈرتے ہیں، اللہ نے فرمایا ہے مَلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا (الاحزاب۔۶۱) یہ ملعون لوگ ہیں، جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور جان سے مارے گئے، جب منافق کی منافقت ظاہر ہوجائے تو ان کا علاج ان کے قتل میں ہی ہے کیونکہ یہ دین کے درپردہ دشمن ہیں۔

ایمان کے چارستون

امیر المؤمنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جس طرح دین کے دشمن چار ہیں، اسی طرح ایمان کے ستون بھی چار ہیں۔

﴿۱﴾ یقین: ایمان کیلئے یقین کا ہونا ضروری ہے، اگر یقین پختہ نہیں ہے تو ایمان بھی ڈواں ڈول ہے۔

﴿۲﴾ صبر: حضورؐ کا ارشاد مبارک ہے الصوم نصف الصبر یعنی آدھا صبر تو آدمی روزے کی وجہ سے کرتا ہے، اور باقی آدھا صبر اطاعتوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، چونکہ روزے میں بڑی مشقت برداشت کرنا پڑتی ہے لہٰذا یہ نصف صبر ہے، صبر ہمارے دین کا اہم اصول ہے اور ایمان کا ستون ہے۔

﴿۳﴾ جہاد: ایمان کا تیسرا ستون جہاد ہے، اگر مسلمان جہاد کرنا چھوڑ دیں گے تو کافر طاقتیں اُن پر غالب آجائیں گی، جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ مسلمان حکومت کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر قوت پیدا کرے، اپنے آپ کو جدید ہتھیاروں سے لیس کرے تاکہ جہاد کے ذریعے دشمنوں کا مقابلہ کیا جاسکے، جہاد ایمان کا تیسرا ستون ہے۔

﴿۴﴾ عدل: ایمان کی سلامتی کے لئے عدل بھی ضروری ہے، جو حکمران عدل نہیں کرتا وہ جائر ہے، ایمان کی حفاظت کے لئے عدل کا ہونا بھی ضروری ہے، اللہ کا فرمان ہے اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (المائدہ۔۸۰) انصاف کیا کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

حضرت علیؓ کا یہ قول بھی ہے کہ جسم کی سلامتی حسد کو کم کرنے میں ہے، حسد انسانی جسم کو ویران کردیتا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جسم، روح اور دین کی سلامتی

خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ نے ایک جملہ یہ بھی فرمایا ہے۔

﴿۱﴾ سلامة الجسد فی قلة الطعام انسانی جسم کی سلامتی تھوڑا کھانے میں ہے۔تھوڑا کھائیں گے تو بروقت ہضم ہو جائے گا اور جسم میں ضروری طاقت پیدا ہوگی اور جسم کسی خرابی سے محفوظ رہے گا۔آپ نے فرمایا

﴿۲﴾ سلامة الروح فی ترك الآثام یعنی روح کی سلامتی گناہوں کو ترک کرنے میں ہے، گناہوں سے پرہیز کرو گے تو روح کو تقویت ملے گی۔فرماتے ہیں

﴿۳﴾ سلامة الدین فی الصلوٰة علیٰ محمد صلی اللّٰه علیه وسلم یعنی دین کی سلامتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے میں ہے، نہایت عاجزی، انکساری اور خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ کے نبی پر درود پڑھا جائے، یہ درست نہیں ہے کہ لاؤڈ سپیکر کھول کر تین دفعہ الصلوٰۃ والسلام کہہ دیا اور باقی سب کچھ اپنی مرضی سے کرتے رہے، درود شریف جس وقت چاہو، جتنا چاہو پڑھو، جس مقام پر چاہو پڑھو تو دین درست رہے گا۔

روزے اور قرآن کی سفارش

قرآن کے بارے میں حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یعنی روزہ اور قرآن قیامت والے دن بندے کے حق میں سفارش کریں گے، روزہ کہے گا رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوٰتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ پروردگار! میں نے اس شخص کو دن کے وقت کھانے پینے اور شہوات سے روکے رکھا لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ اور قرآن کہے گا کہ میں نے اس شخص کو رات کے وقت نیند سے روکے رکھا لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما فَیُشَفَّعَانِ پس دونوں روزے اور قرآن کی سفارش قبول کی جائے گی۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب مسلمان کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو قرآن اس کے پاس ایک نوجوان کی شکل میں آتا ہے جس کے چہرے کا رنگ متغیر ہوتا ہے، صاحبِ قبر پوچھتا ہے کہ اللہ کے بندے! تم کون ہو، تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں قرآن ہوں جس نے تمہیں رات کے وقت بیدار رکھا، میں تیری الفت کے لیے قبر میں تیرے پاس آیا ہوں تا کہ تیری وحشت دور ہو۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تلاوتِ قرآن: مردہ دلوں کی زندگی

کثیر بن سلیم ؒ کی روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے خطاب کر کے فرمایا یَابُنَیَّ لَاتَغْفَلُ عَنِ قِرَأَةِ الْقُرْاٰنِ اے بیٹے! قرآن پڑھنے سے غافل نہ ہو، فَاِنَّ الْقُرْاٰنَ یُحْیِ الْقَلْبَ کیونکہ قرآن پاک مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے، گمراہ، جہالت والے اور شرک والے لوگوں سے ان کی برائیوں کو دور کر کے ایمان کے ذریعے تازگی پیدا کرتا ہے، انسان میں بصیرت اور روشنی پیدا کرتا ہے، گویا تلاوتِ قرآن مردہ دلوں کو زندہ کرنے کا نسخہ ہے، وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ نیز تلاوتِ قرآن فحش اور بری باتوں اور سرکشی سے روکتی ہے، اس سے غافل نہ ہونا، یہ تمہاری تعلیم کا کورس ہے۔

دینی مدارس کے ساتھ تعاون

قرآن کے پروگرام کو کس طرح زندہ رکھا جاسکتا ہے اور اس کا اجر وثواب کیا ہے، میں نے عرض کیا تھا کہ دینی مدارس قرآن کریم کی تعلیم کا منبع ہیں، ان سے تعاون جاری رکھیں تاکہ دینی تعلیم کے یہ سرچشمے خشک نہ ہونے پائیں، مسلمانوں کے دلوں سے غلط رسم ورواج اور جہالت کو دور کرنے کے لئے قرآن کریم کی تعلیم کو عام کیا جانا ضروری ہے جو کہ اِن مدارس کے ذریعہ ہی ممکن ہے، کیونکہ موجودہ کالج اور یونیورسٹیاں تو یہ کام کرنے سے قاصر ہیں، میں مانگنے کی بات نہیں کرتا بلکہ تعاون کی اپیل کرتا ہوں، زکوٰۃ تو اب حکومت وصول کر رہی ہے، اگر حکومت زکوٰۃ کی تقسیم صحیح طریقے پر کرے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے، آپ اپنی دیگر حلال کمائی میں سے دینی مدارس کے ساتھ تعاون جاری رکھیں، ان مدارس میں آپ کا یہ مدرسہ نصرۃ العلوم بھی ہے جو آپ کے تعاون سے ہی مسلمانوں کی ایک اہم ضرورت پوری کر رہا ہے۔

شریعت کی ترویج

مجدد الف ثانیؒ ہمارے سب کے مسلمہ بزرگ ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑی نیکی شریعت کی ترویج ہے، ہر آدمی کو اپنے قانون سے واقف ہونا چاہئے کہ ہمارا اسلامی قانون یہ ہے، پھر اس پر خود بھی عمل کیا جائے اور خلاف ورزی کرنے والوں پر تعزیر لگائی جائے، مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دین وشریعت کے علاوہ کروڑوں روپے بھی خرچ کر دئے جائیں تو اس کے برابر نہیں ہیں، آپ دوسری بات یہ بھی فرماتے ہیں کہ ترویج شریعت اور ترغیبِ ملت کے لئے ایک ٹکہ صرف کرنا دوسرے کاموں میں لاکھ روپے خرچ کرنے سے بہتر ہے، اس مدرسہ میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جن لوگوں نے قرآن پاک کی تفسیر مکمل کی ہے، ان کو سندیں تقسیم کی جائیں گی اور وہ اپنے اپنے مقام پر جا کر قرآن کی روشنی کو پھیلائیں گے، شریعت کی تاکید کریں گے اور دینی مسائل کی ترویج کریں گے، یہ کورس مکمل کرنے والوں میں ایک ایک آدمی بنگلہ دیش اور دبئی کا بھی ہے، ایران اور افغانستان کے لوگ بھی ہیں اور پاکستان کے چاروں صوبوں سے لوگوں کی شرکت بھی ہے، اِن دینی مدارس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے یہ غریب غربا طلباء کو دین کی تعلیم سے آراستہ کر کے دین کی تعلیم کے لئے تیار کرتے ہیں، وگرنہ یہی لوگ چور اور ڈاکو بن کر مصائب میں اضافہ کا باعث بن سکتے ہیں، بہرحال اس سلسلہ میں آپ کا تعاون ضروری ہے۔

چند اہم دینی مسائل

(س۔۱) گھر میں بیٹھی ہوئی معتکفہ عورت گرمی کی وجہ سے رات کو اعتکاف والے کمرے سے باہر صحن میں نکل سکتی ہے یا نہیں؟

(ج) نہیں نکل سکتی، ایسی صورت میں اعتکاف باطل ہو جائے گا، اسے متعینہ کمرے میں ہی رہنا چاہئے۔

(س۔۲) اگر اعتکاف کی حالت میں عورت حیض میں مبتلا ہو جائے تو کیا اس کا اعتکاف باقی رہتا ہے؟

(ج) حیض ونفاس کی حالت میں عورت کا اعتکاف ختم ہو جاتا ہے، جتنا اعتکاف ہو گیا اور اس کا ثواب مل جائے گا، بقیہ کی قضا بھی ضروری نہیں ہے۔

(س۔۳) شبِ قدر کی نشانی کیا ہے؟

(ج) مجھے تو کوئی نشانی معلوم نہیں ہے، البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص شبِ قدر کو پالے وہ یوں دعا کرے اللّٰھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی آپ نے کوئی خاص نشانی نہیں بتلائی، بعض اوقات کسی شخص کے دل میں خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ آج لیلۃ القدر ہے، اس رات میں عبادت کرنے کا حکم بھی ہے۔

(س۔۴) مسجد میں لاؤڈ سپیکر کے بغیر اذان کہنا کیسا ہے؟

(ج) سپیکر اور بغیر سپیکر کے بھی اذان کہی جا سکتی ہے، دونوں طرح سے اذان کہنا درست ہے۔

(س۔۵) اہل بیت خصوصاً حضرت علیؓ کا درجہ کیا دیگر خلفائے راشدین حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے بڑھ کر ہے؟ تحقیق کے ساتھ واضح فرمائیں۔

(ج) اگر تحقیق کے ساتھ بات چاہتے ہیں تو مفتی صاحب کے پاس چلے جائیں، باقی یہ مسئلہ ہی غلط ہے،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جس طرح خلفائے راشدینؓ کی ترتیب ہے اسی طرح اُن کے درجات کی ترتیب بھی ہے، ترتیب کے لحاظ سے حضرت علیؓ کا چوتھا نمبر ہے لہٰذا اُن کا درجہ بھی دوسرے خلفاء سے بڑھ کر نہیں بلکہ چوتھے نمبر پر ہے۔

(س۔٦) اگر جماعت میں شامل مقتدی آغازِ نماز میں ثنا نہ پڑھ سکے تو اس کے لیے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

(ج) ضروری نہیں ہے، اس کے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے۔

دعائیہ کلمات

بہت سے حضرات نے دعا کی درخواست کی ہے، ایک صاحب شوگر کے مریض ہیں، ایک صاحب کی پھوپھی وفات پا گئی ہیں، ایک اور صاحب کے عزیز بیمار ہیں، ایک صاحب کا جگر اور معدہ خراب ہو گیا ہے، ایک صاحب کی والدہ جمعہ کے روز وفات پا گئی ہیں، ایک صاحب کاروبار سے محروم ہیں، ایک صاحب سخت پریشانی میں مبتلا ہیں۔

بھائی! سب حضرات دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام بیمار مسلمانوں کو ہر قسم کی دینی، دنیاوی، روحانی بیماریوں سے مکمل شفا بخشے، جو مسلمان وفات پا چکے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے، ان کی نیکیوں کو شرفِ قبولیت بخشے اور سب کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے، اور جو مسلمان کسی بھی وجہ سے پریشان حال ہیں، اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پریشانیوں کو دور فرمائے، کاروبار میں برکت اور رزق حلال میں وسعت نصیب فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حق کی سمجھ اور اس پر کاربند رہنے کی توفیق بخشے اور سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك۔

(تاریخ خطبہ ۷ جون ۱۹۸۴ء)

مسلم ممالک کے حکمران طبقات کا اگر یہ خیال ہے کہ وہ مسلم معاشروں کو ’’شناخت‘‘ بہتر بنانے کے نام پر مغربی فلسفہ وثقافت کے سامنے سرنڈر کے لئے تیار کر لیں گے تو یہ ان کی خام خیالی ہے، اس لیے کہ مسلمانوں کے عقائد واقدار کی فکری اساس قرآن وسنت پر ہے جو اصلی اور محفوظ حالت میں موجود ہیں۔

مولانا زاهدالراشدی صاحب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا محمد فیاض خان سواتی

شوقِ مطالعہ

روزوں کی فرضیت کی تاریخ

امام ملا علی بن محمد سلطان الھروی المعروف بالقاری الحنفی المتوفی ۱۰۱۴ھ رقمطراز ہیں۔

''اس کی فرضیت قبلہ کے کعبہ کی طرف پھیرے جانے کے بعد شعبان کے مہینہ میں ہجرت سے اٹھارہویں ماہ کے آغاز پر ہوئی تھی۔''

(شرح النقایۃ عربی ج۱ص۱۶۸،طبع دہلی)

کھانے پینے کا ایک عجیب اثر

امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوزان القشیریؒ المتوفی ۴۶۵ھ لکھتے ہیں۔

''وكان سهل بن عبد الله اذا جاع قوى واذا اكل شيأ ضعف''

''حضرت سھل بن عبداللہؒ جب بھوکے ہوتے تو قوی ہوتے اور جب کوئی چیز کھاتے تو کمزور ہوتے۔''

(الرسالة القشيرية فى علم التصوف عربی ص۶۷،طبع مصر)

غیبت سے روزہ ٹوٹنا

شیخ ابو النجيب عبد القاهر بن عبد الله السَهروَرديؒ المتوفی ۶۳۲ھ لکھتے ہیں۔

''قَالَ سُفْيَانُ مَنِ اغْتَابَ فَسَدَ صَوْمُهٗ''

''حضرت سفیانؒ نے فرمایا جس نے غیبت کی اس کا روزہ فاسد ہوا۔''

(یعنی غیبت سے روزہ کی روح نکل جاتی ہے۔)

(كتاب عَوارف المَعارف عربی ص۳۳۶،طبع بیروت،لبنان)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تھوک نگلنے سے ٹوٹنے والا روزہ

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہیدؒ المتوفی ۱۴۳۳ھ رقمطراز ہیں۔

’’کوئی ایسی صورت بتائیے کہ تھوک نگلنے سے روزہ ٹوٹ جائے؟

جواب! جب اپنا تھوک ہتھیلی پر نکال کر نگل لیا یا بیوی وغیرہ کا تھوک نگل لیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔(عالمگیری ج۱)‘‘

(خزینہ ص۲۲۹،طبع کراچی)

قصداً روزہ توڑنے سے قضا کا واجب نہ ہونا

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہیدؒ المتوفی ۲۰۱۲ء لکھتے ہیں۔

’’کوئی ایسا روزہ بھی ہے جس کو قصداً توڑ دینے سے قضا واجب نہ ہو؟

جواب! عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور ایام تشریق کے روزے توڑ دینے سے قضا واجب نہیں ہوتی (عام کتب فقہ)۔‘‘

(خزینہ ص۲۲۹،طبع کراچی)

عید جو تیس روزوں کے بعد بھی جائز نہ ہو

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہیدؒ المتوفی ۱۴۳۳ھ رقمطراز ہیں۔

’’تیس روزے پورے ہوگئے پھر بھی عید کرنا جائز نہیں کیوں؟

جواب! جب ۲۹ شعبان کو ایک مستور الحال شخص کے بیان پر روزہ کا حکم دیا گیا ہو۔‘‘

(خزینہ ص۳۰۱،طبع کراچی)

حوضِ کوثر سے بھرپور پیالہ پینے کا عملِ درود شریف

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ المتوفی ۱۴۰۲ھ رقمطراز ہیں۔

’’حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حوض سے بھرپور پیالہ پیوے وہ یہ درود پڑھا کرے!

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَاُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ يَا اَرْحَمَ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

الرَّحِمِیْنَ۔''

(فضائل درود شریف ص ۶۵، طبع بیروت، لبنان)

شہادت کی موت کا آسان عمل

الامام الحافظ ابوبکر احمد بن محمد الدینوری المعروف بابن السنیؒ المتوفی ۳۶۴ھ لکھتے ہیں۔

''حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے طہارت پر رات گزاری، پھر اسی رات اس کی موت واقع ہوگئی تو وہ شہادت کی موت مرے گا۔''

(عمل الیوم واللیلۃ سلوك النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع ربہٖ عربی ص ۲۶۶، طبع بیروت، لبنان)

سحری وافطاری کا مسنون طریقہ

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ رقمطراز ہیں۔

''سنت یہ ہے کہ مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے افطاری کی جائے، اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ ہی ہو، اور یہ کہ چند پختہ تازہ کھجوروں کے ساتھ افطاری کرے، اگر یہ نہ پائے تو پھر چھواروں اور پانی کے ساتھ کرے، اور یہ کہ سحری کھائے اور کچھ خوشبو بھی لگائے۔''

(عمل الیوم واللیلۃ عربی ص ۳۷، طبع مصر)

قرآن کریم کا زیور

امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوزان القشیریؒ المتوفی ۴۶۵ھ لکھتے ہیں۔

''حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لِکُلِّ شَیْئٍ حِلْیَۃٌ وَحِلْیَۃُ الْقُرْآنِ الصَّوْتُ الْحَسَنُ ہر چیز کا ایک زیور ہوتا ہے اور قرآن کا زیور اچھی آواز ہے۔''

(الرسالۃ القشیریۃ فی علم التصوف عربی ص ۱۵۲، طبع مصر)

سکرات الموت، عذاب قبر اور پل صراط میں آسانی کا عمل

خاتمۃ الحفاظ الامام عبدالرحمٰن المشہور بجلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ رقمطراز ہیں۔

''واخرج الاصبهانی فی الترغیب عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''جس نے شبِ جمعہ میں مغرب کے بعد دو رکعتیں (نفل اس طرح) پڑھیں، کہ ان دونوں میں سے ہر ایک میں ایک مرتبہ سورۃ الفاتحہ اور پندرہ مرتبہ اذا زلزلت پڑھی گئی، تو

(۱) اللہ تعالیٰ اس پر سکرات الموت آسان کرتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے پناہ دیتا ہے۔

(۳) اور قیامت والے دن وہ اس کے لئے پل صراط سے گزرنا آسان کرتا ہے۔

(کتاب شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور عربی ص ۷۸، طبع مصر)

مؤمن کا موت کے وقت اعزاز

امام جلال الدین سیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں۔

''عن ابی مسعود قال''

''حضرت ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا، جب اللہ مؤمن بندے کی روح قبض کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ملک الموت کی طرف وحی فرماتا ہے کہ اسے میری طرف سے سلام پیش کرنا۔''

(بشری الکئیب بلقاء الحبیب عربی ص ۴۰، طبع مصر)

حضرت علیؓ نے ایک سوال کے دس جواب دیئے

حضرت مولانا رحمت اللہ سُبحانی لودیانویؒ رقمطراز ہیں۔

''ایک دفعہ کسی نے حضرت علیؓ سے درخواست کی کہ ہم دس آدمی ہیں اور سوال ایک ہی ہے، مگر جواب جُدا گانہ چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا، ہاں کہو۔ اس نے یہ سوال پیش کیا ''علم بہتر ہے یا مال''

آپ نے اس طرح جواب دینا شروع کیا۔

۱ ...... علم: اس لئے کہ مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے اور علم تیری حفاظت کرتا ہے۔

۲ ...... علم: اس لئے کہ مال فرعون وہامان کا ترکہ ہے اور علم انبیاءؑ کی میراث ہے۔

۳ ...... علم: اس لئے کہ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم ترقی کرتا ہے۔

۴ ...... علم: اس لئے کہ مال دیر تک رکھنے کی وجہ سے فرسودہ ہو جاتا ہے، مگر علم کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔

۵ ...... علم: اس لئے کہ مال کو ہر وقت چوری کا خطرہ ہے، علم کو نہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۶...... علم: اس لئے کہ صاحبِ مال کبھی بخیل بھی کہلاتا ہے مگر صاحب علم کریم ہی کہلاتا ہے۔

۷...... علم: اس لئے کہ اس سے دل کو روشنی ملتی ہے اور مال سے دل تیرہ و تار ہو جاتا ہے۔

۸...... علم: اس لئے کہ کثرتِ مال سے فرعون وغیرہ نے دعویٰ خدائی کیا، مگر کثرتِ علم سے رسول پاکؐ نے مَاعَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ کہا۔

۹...... علم: اس لئے کہ مال سے بے شمار دشمن پیدا ہوتے ہیں مگر علم سے ہر دل عزیزی حاصل ہوتی ہے۔

۱۰...... علم: اس لئے کہ یومِ قیامت کو مال کا حساب ہوگا، مگر علم پر کوئی حساب نہ ہوگا۔‘‘

(مخزن اخلاق ص ۱۰۱ تا ۱۰۲، طبع لاہور)

خوشخبری !

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ فاضل دار العلوم دیوبند و بانی جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کا ترجمۂ قرآن کریم رنگین ایڈیشن میں شائع ہو کر منظرِ عام پر آ گیا ہے۔

یہ آپؒ کا تحت اللفظ بامحاورہ اردو ترجمہ ہے، جو آسان، سلیس اور عام فہم ہونے کی بنا پر اہلِ علم، طلبہ اور عوام الناس تمام ہی طبقات میں یکساں مقبول ہے۔ ترجمہ کے ساتھ بین القوسین الفاظ کی وضاحت بھی کی گئی ہے، اور رائج الوقت اردو استعمال کی گئی ہے۔

یہ ترجمہ آپؒ کی تفسیر معالم العرفان فی دروس القرآن سے علیحدہ کر کے شائع کیا گیا ہے، جس کے متنِ قرآن سمیت 734 صفحات ہیں۔ یہ پہلی مرتبہ 1996ء میں شائع ہو کر منظرِ عام پر آیا تھا اور اب تک اس کے کئی سادہ (بلیک اینڈ وائٹ) ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

حصول کے لیے ادارہ نشر و اشاعت جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے ناظم مولانا شعیب قیصر سے مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ 03026693479

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا محمد اسد یاسین بہاولنگری

عشاق کتب

اللہ نے ہر انسان کی فطرت وطبیعت میں مختلف قسم کے شوق وذوق رکھے ہیں اور پھر شوق کو پورا کرنے کی صلاحیت واہلیت بھی دے رکھی ہے اور ہر انسان اپنے شوق کو بروئے کار لانے اور خواب کو پورا کرنے کیلئے ہمہ وقت کوشاں رہتا ہے۔ کسی کو لہو ولعب کا شوق ہے۔ تو کسی کو خوبصورت لباس زیب تن کرنے کا ذوق۔ تو کوئی چرند و پرند کے پالنے کا خوگر۔ تو کوئی سرسبز وشاداب باغ سنوارنے کا شوقین۔ تو کوئی سیر وتفریح ہی میں مگن۔ تو کوئی دور دراز پہاڑی علاقوں میں رہنے کا خواہشمند نظر آتا ہے۔

ایسے ہی اللہ تعالی نے اپنے بعض خاص بندوں کو کتب بینی اور ورق گردانی کا شوق دے رکھا ہے۔ شوق کتب کا بھی محبت، عشق، اطمینان قلب اور روح کی غذا ہے۔ جس طرح جسم انسانی غذا کا محتاج ہے اسی طرح عشاق کتب بھی بغیر کتاب کے ادھورے اور نامکمل ہوتے ہیں۔ عاشق کتاب بھی اپنے عشق میں مخل چیز کو رقیب سمجھتا ہے۔ حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ جب تک اپنی محبوب کتاب کو خرید کر لا پنا نہ لے تب تک وہ خود تنہائی محسوس کرتا ہے اگر چہ یہ ضرورت استعارہ سے پوری ہوسکتی ہے لیکن عاشق کتاب اسے اپنا کر ہی دل کو خوشی اور اطمینانی بخشتا ہے۔ زندگی کے سفر میں چاہے قحط سالی کے ایام ہوں یا فراخی کے ایام ایک عاشق کتاب کی دولت کی شان میں کتاب کا خریدنا ہی ہوتا ہے۔ ایک علم دوست انسان کیلئے کتاب ایک بہترین ساتھی سے کم نہیں ہوتی جو حضر میں اسکی ہمسفر اور سفر میں اسکی ہم نشیں ہوتی ہے جو اسکے وقت کو قیمتی اور دل کو سکون اور روح کو اطمینان بخشتی ہے۔

کتاب وہ قاصد ورہنما ہے جو دور دراز علاقوں اور شہروں کی تہذیب وتمدن، عقائد ونظریات، رسم ورواج سے چند لمحوں میں آگاہ کر دیتی ہے۔ کتابوں سے وابستگی ایک ایسی دنیا میں آنا ہے جہاں شب وروز، طعام وشراب، سفر و حضر، کتاب بن جائے، جہاں کتاب کا نہ ہونا داء وبلا بنے اور کتاب کا ہونا دواء اور شفاء بنے۔

کتابوں سے حد درجہ عقیدت اور اپنے ذاتی کتب خانہ کو وسیع سے وسیع تر بنانے کی جستجو اہل ذوق میں ہمیشہ نمایاں رہی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے۔ذوق کا یہ عالم تھا کہ اس سلسلہ میں وہ بڑی سے بڑی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔چھٹی صدی ہجری کے ایک حنبلی عالم امام ابن الخشابؒ (متوفی ۵۶۷ھ) کے بارے میں آتا ہے کہ موصوف نے ایک دن ایک کتاب ۵۰۰ درہم میں خرید لی، قیمت ادا کرنے کیلئے کوئی چیز نا تھی لہٰذا تین دن کی مہلت طلب کی اور مکان کی چھت پر کھڑے ہوکر مکان فروخت کرنے کا اعلان کیا اوراس سے اپنے شوق کی تکمیل کی۔(۱)

اسی طرح علمائے امت نے علمی کتابوں کے خریدنے کا اہتمام کیا۔انہیں پڑھا،ضبط اور تصحیح کی بلکہ مطالعہ اور کتابوں کا اقتناء ایک عشق اور شہوت بن چکا تھا۔

اسی کو عربی زبان کے نامور شاعر متنبّی نے ایک شعر میں یوں کہا کہ:

أَعَزُّ مَكَانٍ فی الدُّنیٰ سَرْجُ سَابِحٍ وَخَيْرُجَلِيْسٍ فی الزَّمَانِ كِتَابُ

ترجمہ: کہ دنیا کی سب سے معزز بیٹھنے کی جگہ تیز دوڑنے والے گھوڑے کی پیٹھ ہے اور زمانہ میں بہترین ہم نشیں کتاب ہے۔

اسی کتاب ہی کے ذریعہ آدمی اپنی علمی پیاس بجھا سکتا ہے اور یہی کتاب انسان کو تنزلی سے ترقی کی طرف گامزن کرتی ہے۔

یاقوت حموی اپنی کتاب معجم الادباء میں ابوہفان سے نقل کرتے ہیں:

ثلاثة لم أر قطّ ولاسمعت بأكثر محبة للكتب والعلوم منهم

الجاحظ و الفتح بن خاقان وإسماعيل بن إسحاق القاضى

ترجمہ: ابوہفان فرماتے ہیں کہ جاحظ، فتح بن خاقان اور اسماعیل بن اسحاق قاضی کے علاوہ میں نے کبھی کسی کو نہ ہی دیکھا ہے اور نہ ہی کسی سے سنا ہے جو ان تین حضرات سے زیادہ کتب اور علوم کو پسند کرتا ہو۔

اور جاحظ کے بارے میں فرمایا کہ جب بھی ان کے ہاتھ میں کتاب آتی تو اس وقت تک وہ سکون سے نہیں بیٹھتے تھے جب تک وہ اسکو اول سے آخر تک نہ پڑھ لیتے چاہے جس قسم کی کتاب بھی ہو،اسی طرح وہ وراقین (کتب فروش) کی دکانوں کو کرائے پر لیتے اور رات اسی میں گزارتے اور مطالعہ کرتے رہتے۔

اور فتح بن خاقان کے بارے میں فرمایا کہ کتاب انکی آستین میں ہوتی تھی جب بھی انکو استاد کے سامنے سے پیشاب یا نماز کیلئے اٹھنا ہوتا تو وہ اس وقت کو غنیمت جانتے ہوئے اپنی محبوبہ کو اپنی کف سے نکالتے اور محبت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے اسکا مطالعہ کرتے رہتے یہاں تک کہ اس جگہ تک پہنچ جاتے جہاں ان کے جانے کا ارادہ ہوتا اور واپسی پر بھی ایسا ہی کرتے یہاں تک کہ اپنے استاد کے پاس پہنچ جاتے۔ اسی طرح جب ان کے استاد اپنی کسی حاجت کیلئے مجلس سے اٹھتے تو وہ ان کی عدم موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کتاب کا مطالعہ شروع کر دیتے یہاں تک کہ ان کے استاد واپس لوٹ آتے۔

اور اسی طرح اسماعیل بن اسحاق القاضی کے بارے میں فرمایا کہ جب بھی ان کے پاس میرا جانا ہوا تو میں نے ان کو سوائے مطالعہ کے کسی کام میں مشغول نہیں دیکھا یا میں نے انکو کتابوں کے الٹ پلٹ کرتے ہوئے ہی پایا۔(۲)

علم میں بھی سرور ہے لیکن　　　یہ وہ جنت ہے کہ جس میں حور نہیں

عشاق کتب کا مشغلہ کتب کے علاوہ کوئی اور نہیں ہوتا، ان کو اٹھتے بیٹھتے کتب کے علاوہ کسی اور چیز کا خیال تک نہیں آتا، وہ صرف اسی چیز میں مگن نظر آتے ہیں ان کی ہر وقت خواہش یہی ہوتی ہے کہ کہیں کتب بازار میں کوئی نئی کتاب آئے اس کو ہاتھوں ہاتھ ہم لینے والے بن جائیں۔

علامہ ابن قیم الجوزیہؒ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں کہ عشاق علم کا علم کے ساتھ مشغول ہونا اور اس سے عشق کرنا ایسا ہے جیسا کہ ہر عاشق کا اپنی معشوق کے ساتھ عشق کرنا اور اس عاشق کو ایک خوبصورت انسان کی شکل بھی اپنے سے مشغول نہیں کر سکتی، زہیر بن بکار یا اس کے علاوہ کسی اور کی بیوی سے کہا گیا کہ مبارک ہو کہ آپ کی کوئی سوکن نہیں ہے تو اسنے جواب میں کہا کہ اللہ کی قسم! یہ کتابیں میرے لیے کئی سوکنوں سے زیادہ نقصان دہ ہیں۔

اور مزید فرماتے ہیں کہ مجھے ہمارے شیخ نے بیان کیا کہ مرض نے مجھ پر حملہ کیا تو طبیب نے مجھ سے کہا کہ آپکا مطالعہ کرنا اور علم کے بارے میں کلام کرنا مرض کو اور زیادہ کر دے گا تو میں نے ان کو کہا کہ مجھ سے اس پر صبر نہیں ہو سکتا اور میں آپ کو آپ کے علم کے بارے میں حاکم بنا کر عرض کرتا ہوں کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ جب انسان کا نفس مسرت اور خوش ہو تو انسان کی طبیعت قوی ہو جاتی ہے اور مرض دور ہو جاتا ہے تو طبیب نے کہا کہ کیوں نہیں ایسا ہی ہے تو میں نے ان سے کہا کہ میرا نفس بھی مطالعہ کے ذریعہ مسرت اور خوش ہوتا ہے اسی سے میری طبیعت بھی قوی اور مضبوط ہو جاتی ہے اس سے مجھے راحت ہوتی ہے (۳)

خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے احمد غانم نے بیان کیا کہ میں نے برقانی کو ان کے گھر سے دوسری جگہ منتقل کیا ان کے پاس (۶۳) ٹوکرے اور دو صندوق تھے جو سب کے سب کتابوں سے بھرے ہوئے تھے۔(۴)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یہ ہے ہمارے اسلاف کا کتابوں سے والہانہ عشق اور پیار۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم اپنے اسلاف کے کارنامے پڑھتے یا سنتے ہیں تو ان کو ہم الگ سی دنیا میں شمار کرتے ہیں،لیکن اگر دیکھا جائے تو ماضی قریب میں بھی ایسے اہل ذوق ودانشور گزرے ہیں جو کتابوں کو اوڑھنا بچھونا بنا چکے تھے۔ان حضرات کے ذہن میں ہر وقت کتاب کا ہی خیال گونجتا تھا،وہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اپنے دماغ کو کتابوں ہی کی طرف متوجہ رکھتے تھے۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ (متوفی ۱۹۷۶ء)ہی کو دیکھ لیجئے ان کے ذوقِ مطالعہ کا اندازہ ان کے جادو گر قلم سے نکلی ہوئی شاہکار تصنیف آپ بیتی سے لگایا جا سکتا ہے۔مولانا تو شروع ہی سے کتابوں کے شوق میں گرفتار تھے۔ مذکورہ کتاب میں ایک سے زائد مقامات پر اپنی خواہش کا اظہار فرمایا ہے۔ایک مقام پر کتابوں کے حصول اوران سے محبت کا اظہار کچھ اس انداز سے فرمایا کہ پہلے تو یہ کتابیں مانگ مانگ کر پڑھا کرتا تھا لیکن جب کتابوں سے عشق میں مزید اضافہ ہوا اور نشہ تیز ہو گیا تو فیس ادا کر کے باضابطہ انجمن کا ممبر بن گیا اور بہت سی کتابیں اکٹھی کرنے کا موقع ملا اور اپنے اس ننھے سے کتب خانہ کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو جاتا۔کتابوں سے ایک نسبت تعبدی قائم ہو چکی تھی بس اپنی محبوب کتابوں کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا انہیں کلیجہ سے لگاتا، چومتا، چاٹتا، انکی پوجا کرتا۔(۵)

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ کے پاس ایک آدمی کتاب لے کر آیا اور کہا کہ حضرت یہ کتاب چھپ چکی ہے تو حضرت نے کتاب کو لے کر سر پہ رکھا، چوما پھر فرمایا کہ جب ہم نوجوان تھے تو اس وقت یہ کتابیں نہیں تھیں اب یہ چھپ چھپ کر آ رہی ہیں۔مسلمانوں میں کتب خانوں کی اہمیت ہمیشہ سے رہی ہے اوراس حد تک تھی کہ کتابوں کا وجود رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کا سبب بن گیا لڑکیوں کے جہیز میں کتب خانے دیے جاتے تھے گویا کہ نکاح شرعی،سماجی ضرورت کے ساتھ علمی ضرورت بھی بن گیا۔چنانچہ امام اسحاق بن راہویہؒ (متوفی ۲۳۸ھ) نے سلیمان بن عبداللہ زغندائیؒ کی بیٹی سے شادی اس لئے کی تھی کہ اس سے انہیں امام شافعیؒ (متوفی ۲۰۴ھ) کی جملہ تصانیف پر مشتمل کتب خانہ مل جاتا تھا۔(۶)

آج اس علمی انحطاط کے دور میں بھی ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں جن سے کتابوں کی قدر ومنزلت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے چنانچہ علم دوست،عاشق کتاب،دانشور حکیم محمد سعید احمدؒ نے اپنی بیٹی کے جہیز میں اپنا ذاتی کتب خانہ دیا۔

معلوم ہوا کہ اہل علم کے ہاں کتابوں کو ایک عظیم مرتبہ حاصل تھا لوگ مسرت وخوشی کے موقع پر ایک دوسرے کو تحائف میں کتابیں دیا کرتے تھے۔اچھی کتاب کا ہدیہ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے صرف مادی ضرورت ہی نہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بلکہ باطنی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں مثلاً فکری تنوع، علمی ترقی وغیرہ اور تحفہ میں کتاب دینے کا بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کتاب کہیں ضائع بھی ہوجائے تو اس کے فوائد باقی رہتے ہیں یعنی کہ کتاب کے علمی نکات اور عملی ترغیبات سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے تو بجا ہوگا کہ کتاب کا فائدہ دیرپا رہتا ہے۔

اس لئے ہمیں بھی اس دور میں کتب خانوں کو رواج دینا چاہئے اور اپنا وقت موبائل پر ضائع کرنے کی بجائے کتابوں کے مطالعہ کرنے میں لگانا چاہئے۔ آج کل جیسے جیسے ٹیکنالوجی کا عروج ہورہا ہے اور انسان اس کے قریب تر ہوتا جارہا ہے کتب بینی کا شوق کم ہوتا جارہا ہے کتابیں صرف اہل ذوق اور لائبریریوں تک ہی محدود رہ گئی ہیں اس لئے آپ حضرات سے گزارش ہے کہ کتب بینی کی تحریک کو زیادہ سے زیادہ عام کریں۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مجھے اور آپکو اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور کتابوں سے عشق، محبت اور خوب غور وفکر کے ساتھ مطالعہ کرتے رہنے کی توفیق دے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حوالہ جات

(۱) الذیل علی طبقات الحنابلہ للامام الحافظ عبد الرحمان بن احمد بن رجب (ت: ۷۹۵) ص: ۲۵۱، ج: ۲، تحقیق: الدکتور عبد الرحمان بن سلیمان العثیمین، ناشر: مکۃ المکرّمہ جامعہ ام القری ۱۴۲۵ھ

(۲) معجم الادباء، شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الرومی الحموی (ت: ۶۲۶) ج: ۵، ص: ۲۱۵۷، تحقیق: احسان عباس، ناشر دار الغرب الاسلامی بیروت، ۱۴۱۴ھ

(۳) روضۃ المحبین ونزھۃ المشتاقین، محمد بن ابی بکر الشہیر ابن قیم الجوزیہ (ت: ۷۵۱) ص ۱۵، ناشر: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ

(۴) تاریخ بغداد، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی (ت: ۴۶۳) ج: ۶، ص ۲۶، رقم الترجمہ ۲۵۱۵، تحقیق: بشار عواد المعروف، ناشر: دار الغرب الاسلامی بیروت، ۱۴۲۲ھ

(۵) آپ بیتی عبد الماجد دریا آبادی ص ۲۴۱، مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی

(۶) انساب للسمعانی، ابو سعد عبد الکریم بن محمد التمیمی السمعانی (ت: ۵۶۳) ج: ۶، ص: ۳۰۶، رقم الترجمہ: ۱۹۳۶، تحقیق: عبد الرحمان بن یحیی المعلمی الیمانی (ت: ۱۳۸۶) ناشر: مجلس: دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد الدکن الھند، الطبعۃ الاولی ۱۳۸۲ھ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گفتگو: مولانا زاہد الراشدی

تحریر و ترتیب: حافظ کامران حیدر

قرآن کریم یاد کر لینا کافی نہیں یاد رکھنا بھی ضروری ہے!

(۲۲ / مارچ کو جامع مسجد سیدنا علی کرم اللہ وجہہ جھاوریاں
میں حفاظ کرام کی دستار بندی کی تقریب سے خطاب)

بعد الحمد والصلوٰۃ!

مولانا عاصم ندیم صاحب کا شکر گزار ہوں کہ اس محفل میں آپ کے ساتھ شریک ہونے، ملاقات کرنے اور کچھ باتیں کہنے سننے کا موقع فراہم کیا۔ قرآن مجید چھ سال کے عرصے میں ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ درس کی صورت میں سنایا گیا ہے جو کہ نمازیوں نے سنا ہے یہ بڑی سعادت کی بات ہے اور چھ بچوں نے قرآن کریم حفظ مکمل کیا ہے۔ اس کے اختتام کی تقریب میں ہم شریک ہیں۔ اس موقع پر بچوں کو اور تمام نمازیوں کو مبارکباد دیتے ہوئے دو تین باتیں اختصار کے ساتھ عرض کرنا چاہوں گا۔ لیکن مجھ سے پہلے مولانا نور محمد ہزاروی اپنی گفتگو میں ایک بات فرما رہے تھے اس پر بات کروں گا۔

مولانا نے عورتوں کے حقوق کی بات کی۔ میں اس حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیے ہیں ان میں سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو زندہ رہنے کا حق دیا ہے۔ اسلام سے پہلے کا منظر کیا تھا۔ قرآن مجید نے اس دور کا منظر یہ بیان کیا ہے:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ، يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ، اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۔ جب کسی کو بیٹی کی ولادت کی خبر دی جاتی ہے تو شرم کے مارے اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے کہ مجھے بیٹی کا باپ کہا جائے گا، اس کا سینہ غم سے بھر جاتا تھا، لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا تھا اس خبر کی وجہ سے جو اس کو دی گئی کہ اس کی بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ اور اس کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوتا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تھا کہ ساری زندگی طعنے برداشت کر کے بیٹی کو زندہ رکھے یا ابھی زمین میں دبا دے۔

یہ قرآن مجید نے اس معاشرے کی منظرکشی کی ہے۔ اس دور میں ہزاروں بچیاں دفن ہوئی ہیں۔ قرآن مجید نے کہا ہے: وَاِذَا الْمَوْؤُدَۃُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔ قیامت کے دن زندہ درگور کی جانے والی بچی سے پوچھا جائیگا کہ تمہیں کس جرم میں قتل کیا گیا تھا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو بچی کو صرف زندہ رہنے کا حق نہیں دیا، بلکہ اپنے گھر میں چار بچیوں کو پال کر دنیا کو بتایا کہ بچی کہتے کس کو ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار بچیاں پالیں، جوان کیں، ان کی شادیاں کیں اور دنیا کو بتایا کہ بیٹیاں کیا ہوتی ہیں، کیسے پالی جاتی ہیں، بیٹیوں کا مان کیا ہوتا ہے اور بیٹیوں کی محبت کیا ہوتی ہے؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس محنت سے کیا تبدیلی آئی۔ ہمارے ہاں عربی ادب کی مشہور کتاب دیوان حماسہ ہے جو کہ جاہلی شعراء کے کلام کا مجموعہ ہے۔ اس میں ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک سردار کے پاس کوئی آدمی اس کی بیٹی کا رشتہ مانگنے گیا جو کہ سردار کو اچھا نہیں لگا کہ میرے سٹیٹس کا آدمی نہیں ہے اور مجھ سے رشتہ مانگ رہا ہے تو اس نے جواب میں سختی سے کام لیا اور اشعار میں جواب دیا۔ اس نے کہا کہ میرے پاس رشتہ مانگنے کیوں آئے ہو۔ غدا لناس مذ قام النبی الجواریا۔ جب سے یہ نبی کھڑا ہوا ہے ہر طرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوگئی ہیں، اب تو آپ کو بہت رشتے مل جائیں گے۔ یہ تبدیلی آئی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو زندہ رہنے کا حق دلایا، عورت کے قتل کو قتل قرار دیا۔ اسقاط حمل کو جرم قرار دیا، دو بیبیاں آپس میں لڑ پڑیں، ایک کے ضرب لگانے سے دوسری عورت کے پیٹ سے بچہ گر گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت دلوائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ میں حرکت کرتے بچے کے قتل کو قتل قرار دیا ہے، اس کی دیت اور سزا دلوائی اور بچے اور بچی کے قتل کو برابر قرار دیا۔

یہ اسقاطِ حمل کا مسئلہ اور بچی کا حمل گرانے کا مسئلہ آج بھی درپیش ہے۔ ہمارے پڑوس ہندوستان کے اہم مسائل میں یہ مسئلہ ہے۔ ہندوؤں کے ہاں بچی کی پیدائش کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ ہم بھی بچی کی پیدائش کو کچھ اچھا نہیں سمجھتے۔ ہم بچی کی پیدائش پر وہ خوشی نہیں کرتے جو بچے کی پیدائش پر کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی اس کے اثرات ہیں۔ ہم بچی کو قتل تو نہیں کرتے لیکن بچی کے لئے محبت کا جملہ ہمارے پاس یہ ہوتا ہے کہ کہتے ہیں جاؤ جا کر مرو۔ یہ ہندوانہ اثرات ہیں۔ ہندوستان میں سابقہ وزیر اعظم من موہن سنگھ نے وزارت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عظمی کے دوران اس مسئلے پر ایک کانفرنس کی تھی۔ میں نے اخبارات سے رپورٹ کر کے اس پر لکھا تھا۔ من موہن سنگھ نے اس میں کہا کہ یہ کیا ظلم ہے اور مسلمان علماء سے اپیل کی کہ وہ ہندو ہم وطنوں کو بتائیں کہ بچی کو بھی زندہ رہنے کا حق ہوتا ہے۔

چونکہ الٹرا ساؤنڈ سے پتہ چل جاتا ہے کہ بچہ ہے یا بچی ہے۔ بچی ہو تو حمل گرا دیا جاتا ہے۔ یہ انڈیا کا قومی مسئلہ ہےکہ ہزاروں بچیوں کا حمل گرا دیا جاتا ہے اور انڈیا کے ایک اخبار کا ایک کارٹون میں نے دیکھا جس میں اس کی منظر کشی ہے کہ ماں کو پتہ چل گیا کہ پیٹ میں بچی ہے تو گھر والوں نے فیصلہ کیا کہ حمل گرا دینا ہے۔ ماں کلینک میں گئی، کلینک کا منظر کارٹون میں یوں تھا کہ ماں سٹریچر پر لیٹی ہوئی ہے اور بچی ماں کے پیٹ سے آواز دے رہی ہے: انکل ڈاکٹر! مجھے دنیا میں آنے دو میں ماں سے زیادہ فیس دوں گی۔

یہ میں نے مولانا نور محمد کی بات پر حاشیہ لگایا ہے۔ اگلی بات یہ ہے کہ چھ بچوں نے حفظ قرآن مکمل کیا ہے تو دو باتیں بچوں سے کرنا چاہوں گا اور ایک بات آپ حضرات سے کرنا چاہوں گا۔ بچوں سے پہلی بات یہ کہ آپ نے حفظ مکمل کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو قرآن مجید یاد رکھنے کی توفیق دیں۔ حفظ کر لیا ہے یہ کافی ہے یا اب اسے یاد بھی رکھنا ہے؟ یہ آپ سے اور آپ کے والدین سے میرا سوال ہے۔ یاد کرنے میں دو تین سال لگے ہوں گے، لیکن یاد رکھنے کے لیے دس پندرہ سال بھی ناکافی ہیں اس کی لمٹ کیا ہے؟ پوری زندگی یاد رکھنا ہے۔ اس لیے پہلی بات یہ ہے کہ قرآن مجید یاد کر لینا کافی نہیں ہے بلکہ اسے یاد رکھنا بھی ضروری ہے۔

حافظ قرآن کو قیامت میں جو اعزازات ملیں گے میڈل، تمغے اور شیلڈز بہت کچھ ملے گا ان کا مختلف احادیث مبارکہ میں ذکر ہے۔ ان میں ایک یہ بھی ہے جو حدیث ہم اکثر سنتے رہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حشر کے فیصلوں کے بعد جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو باقی جنتیوں کو الاٹمنٹ ملے گی کہ فلاں کالونی فلاں شہر میں تمہاری کوٹھی، بنگلہ، باغ ہے، وہ تمہاری زمین ہے۔ جبکہ حافظ کو الاٹمنٹ نہیں ملے گی بلکہ چانس ملے گا کہ قرآن مجید پڑھتا چلا جا اور جنت کی منزلیں طے کرتا چلا جا۔ جہاں من الجنۃ والناس کہے گا وہاں تیرا ٹھکانہ ہوگا۔ وہ تیری کالونی، تیری کوٹھی اور تیرا باغ ہے۔ اس لیے میں بچوں سے کہنا چاہوں گا کہ وہاں جانے تک قرآن مجید یاد ہوگا تو پڑھیں گے اور جنت کے درجے چڑھیں گے، اگر خدانخواستہ یہیں بھول گئے تو وہاں کیا پڑھیں گے۔ اگر یہیں بھول گئے تو وہ چانس بھی ہاتھ سے گیا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حدیث کا ایک جملہ یہ ہے کما کنت ترتل فی الدنیا ۔ کہ حافظ کو کہا جائے گا کہ جیسے دنیا میں اپنی موج میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے اسی طرح آج قرآن مجید پڑھتے چلے جاؤ اور جنت کے درجے طے کرتے چلے جاؤ۔ حافظ جتنا ٹھہر ٹھہر کر پڑھے گا اتنے ہی بلند درجے تک پہنچ پائے گا۔ ہمارے ہاں دنیا میں ہر حافظ کی اپنی رفتار ہوتی ہے اور لہجہ بھی اپنا ہوتا ہے۔ رمضان کے پہلے چار پانچ دن تو ہمارے یہ چیک کرتے ہوئے گزرتے ہیں کہ یہ حافظ ڈیڑھ گھنٹے میں تراویح پڑھاتا ہے یا پونے دو گھنٹے میں، سوا گھنٹے میں پڑھاتا ہے یا گھنٹے میں۔ اور جو حافظ پونے گھنٹے میں تراویح نمٹا دیتا ہے وہ تو نمٹا ہی دیتا ہے۔ دنیا میں تیز رفتار اچھی سمجھی جاتی ہے کہ یہ دس منٹ میں پارہ پڑھ لیتا ہے اور کسی کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ آدھا گھنٹہ پارے کے ساتھ لگا ہی رہتا ہے۔ میں حافظ بچوں سے کہنا چاہوں گا کہ وہاں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اپنی دنیا والی رفتار سے پڑھتے چلے جاؤ۔ لہٰذا سب سے پہلے پانچ منٹ والا رکے گا، اس کے بعد دس منٹ والا اوپر جائے گا، پندرہ منٹ والا اس سے اوپر پہنچے گا اور سب سے اوپر آدھے گھنٹے والا جائے گا۔ اس لیے اگر وہاں پڑھنا ہے تو یاد بھی رکھنا ہوگا اور رفتار بھی سیٹ کرنی ہوگی کہ میں نے کہاں تک جانا ہے۔ یہ دو باتیں میں نے بچوں سے کی ہیں۔

آپ حضرات سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید بچوں کو حفظ کروانا بہت اچھی بات ہے اس سے اجر و ثواب ملتا ہے، فضیلت حاصل ہوتی ہے، لیکن میرا سوال ہے کہ کیا بچوں کو قرآن مجید پڑھا دینے سے ہمارا اپنا قرآن مجید بھی صحیح ہو جائے گا؟ ہمارا بچہ قرآن مجید تجوید کے ساتھ بہت اچھا پڑھتا ہے تو کیا اس کے اچھا پڑھنے سے ہمارا پڑھنا بھی ٹھیک ہو جائے گا یا ہمیں خود سیکھنا پڑے گا؟ اگر میں قرآن مجید صحیح نہیں پڑھوں گا تو قرآن مجید صحیح نہ پڑھنے پر جو کچھ ہوتا ہے وہ میرے ساتھ ہوگا یا نہیں ہوگا؟

کسی بھی زبان کا لفظ غلط بولا جائے تو معنی بدل جاتا ہے۔ انگریزی کا لفظ ہو یا فارسی کا، فرنچ کا ہو یا پشتو کا، کوئی بھی زبان ہو جب کسی لفظ کو غلط بولیں گے تو اس لفظ کا معنی صحیح نہیں رہے گا۔ اس پر دو چھوٹی سی مثالیں دیتا ہوں۔ ایک دفعہ میں ایک جگہ تقریر کرنے کے لیے بیٹھا تو ایک نوجوان قلم کاغذ لے کر بیٹھ گیا۔ میں نے اس سے پوچھا بیٹا! کیا کرنے لگے ہو تو اس نے کہا آپ کی تقریر کا نوٹس لینے لگا ہوں۔ میں نے کہا نوٹس لینا تمہارا کام نہیں، تھانے والوں کا کام ہے، نوٹس لینے ہیں تو لے لو۔ نوٹس اور نوٹس لکھنے میں کوئی فرق نہیں ہے، لیکن حرکت کے بدلنے سے معنی بدل گیا۔ کوئی بھی لفظ صحیح نہیں بولیں گے تو لفظ بدلنے سے معنی بدل جائے گا۔ اس پر ایک لطیفہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اور سنا دوں۔ لاہور کے ایک محکمہ کی افسر خاتون سے مجھے کچھ کام تھا۔ میں وہاں گیا تو وہ بہت غصے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا بی بی! خیر ہے غصے میں بیٹھی ہو؟ کہنے لگی ابھی ایک آدمی گوجرانوالہ سے آیا تھا اس نے مجھے مقالہ چیک کروانا تھا۔ میں نے غلطی نکالی تو وہ کہنے لگا میڈیم! ایسے نہیں ہے۔ میڈم کہنے کی بجائے میڈیم کہہ دیا اور وہ خاتون میڈیم نہیں تھی اس لیے غصے میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اس نے مجھے میڈیم کہا۔ میں نے اس سے کہا میڈم! اس کے کہنے سے تم میڈیم نہیں ہو جاؤ گی، جتنی ہو اتنی ہی رہو گی، تو غصہ کرنے کا کیا فائدہ؟ میڈم اور میڈیم کے تلفظ کا ہی فرق ہے لیکن معنی کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اور زبانوں میں تو لفظ بدلنے سے معنی بدل جاتا ہے، جبکہ قرآن مجید میں لفظ بدلنے سے صرف معنی نہیں بدلتا، بلکہ بسا اوقات عقیدہ بھی بدل جائے گا۔ تیسری بات یہ ہے کہ کسی بھی زبان کا تلفظ ہو وہ سیکھے بغیر صحیح نہیں ہوتا۔ انگریزی ہو یا اردو کسی بھی زبان کا تلفظ سیکھنا پڑتا ہے۔ صرف قرآن مجید ہے جو ہمیں سیکھنا نہیں پڑتا، جیسے تیسے پڑھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کچھ ثواب تو مل جائے گا۔ یہ رویہ غلط ہے۔ ہمیں قرآن مجید صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور یہ سیکھے بغیر نہیں ہوتا۔ اگر انگریزی سیکھے بغیر نہیں آتی، اگر فارسی کا تلفظ سیکھے بغیر صحیح نہیں ہوتا تو قرآن مجید کا تلفظ بھی سیکھے بغیر صحیح نہیں ہو سکتا اور اس میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ اگر اَسی سال کا بابا غلط پڑھے تب بھی غلط ہے اور اگر آٹھ سال کا بچہ غلط پڑھے تب بھی غلط ہے۔

آخر میں کہ قرآن مجید نے اپنے بارے میں جو حقوق بیان کئے ہیں اور ہم سے جو مطالبات کیے ہیں ان میں سے تین کا ذکر کروں گا۔ پہلا تو یہ کہ فاقرؤا ما تیسر من القرآن کہ قرآن مجید جتنا آسانی سے پڑھ سکو، کچھ نہ کچھ ضرور پڑھا کرو۔ اس کا ایک مطلب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں یہ ہے جس مسلمان کی روٹین میں قرآن مجید کی تلاوت نہیں ہے اس کا سینہ اجڑا ہوا گھر ہے۔ آدمی کے کچھ معمولات ہوتے ہیں۔ دن میں آٹھ دس کام کرنے ہی ہوتے ہیں، ان میں قرآن مجید کی تلاوت کا معمول بھی ہونا چاہیے خواہ دس آیتیں ہی کیوں نہ ہوں۔ ایک حدیث میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ جس گھر میں قرآن مجید کی تلاوت کا ماحول نہیں ہے وہ کالبیت الخرب اجڑا ہوا گھر ہے۔

قرآن مجید نے دوسرا تقاضا یہ کیا ہے رتل القرآن ترتیلا کہ قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر تجوید اور تلفظ کا خیال کرتے ہوئے پڑھا کرو چاہے تھوڑا پڑھو لیکن صحیح پڑھو۔ جس کا ذکر میں نے اوپر کیا ہے۔ اس پر ایک لطیفہ سناتا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہوں حضرت مولانا ضیاء القاسمی بڑے خطیب تھے۔ گوجرانوالہ تشریف لائے۔ ایک مسجد میں اذان سنی اذان پنجابی لہجے میں لمبی کر کے دی گئی اب تو معاملہ بہتر ہو گیا ہے پہلے بہت لمبی اذان دی جاتی تھی۔ مولانا ضیاء القاسمی کا اپنا مزاج تھا۔ تقریر میں کہنے لگے کہ آج اذان سننے کا مزہ آ گیا۔ بڑے مزے کی اذان دی ہے۔ اللہ میاں نے اذان سنی ہے تو فرشتوں سے کہا ہے کہ میں نے سن تو لی ہے لیکن اسے لکھ کر نہ لے آنا۔ بہرحال قرآن مجید صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنا قرآن مجید کا ہم سے تقاضا ہے۔

قرآن مجید نے ہم سے تیسرا تقاضہ یہ کیا ہے حتی تعلموا ما تقولون کہ جو کہہ رہے ہو تمہیں پتہ بھی ہونا چاہیے کہ کیا کہہ رہے ہو۔ قرآن مجید سمجھ کر پڑھو، جو پڑھو پتہ ہو کہ کیا پڑھ رہا ہوں۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور ہمارے لئے ہے، ہمارے مالک کا کلام ہمارے لیے ہے اور ہم اسے سمجھنے کی ضرورت محسوس نہیں کر رہے یہ غضب نہیں ہے؟ قیامت کی نشانی نہیں ہے کہ ہم سمجھ نہیں رہے، بلکہ سمجھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کر رہے کہ میرا اللہ مجھ سے کیا کہہ رہا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ہم سے کلام کرتے ہیں۔ اللہ کی باتیں ہم نہیں سمجھتے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ نماز میں ہم اللہ سے باتیں کرتے ہیں تو اپنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ ایسا ڈائیلاگ دنیا میں کہیں دیکھا ہو گا کہ میں اللہ سے باتیں کر رہا ہوں اور وہ مجھ سے باتیں کر رہا ہے، نہ مجھے اپنا پتہ ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور نہ اس کا پتہ ہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ کام ہم پانچ وقت وضو کر کے ہاتھ باندھ کر کرتے ہیں کہ اس کی باتیں سنتے ہیں اور اپنی باتیں کرتے ہیں لیکن نہ یہ معلوم ہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور نہ یہ پتہ ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یہ پتہ تو ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہے ہیں ڈانٹ رہے ہیں یا خوش ہو رہے ہیں، کوئی چیز یاد دلا رہے ہیں یا کوئی مطالبہ کر رہے ہیں۔

اس لیے قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر کا درس بہت ضروری ہے۔ تفسیر کا درس ہر مسجد میں لازمی ہونا چاہیے۔ اس کے ساتھ نمازیوں کو نماز کا ترجمہ بھی پڑھانا چاہیے تاکہ جو باتیں ہم ہاتھ باندھ کر اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں ان کا ہمیں پتہ ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں معافی طلب کر رہا ہوں یا کوئی چیز مانگ رہا ہوں۔ نماز کا ترجمہ پڑھ کر سمجھتے ہوئے نماز پڑھنے کا جو لطف آئے گا وہ لطف ہی کچھ اور ہو گا۔

یہ ہم سے قرآن مجید کے تین تقاضے ہیں کہ قرآن مجید کچھ نہ کچھ پڑھتے رہا کرو۔ قرآن مجید جتنا بھی پڑھو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

صحیح تلفظ اور صحیح لہجہ کے ساتھ پڑھو اور قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھو۔

اس لیے بچوں کو الگ مبارکباد اور آپ حضرات کو اور مولانا طلحہ صاحب کو الگ مبارکباد کہ انہوں نے قرآن مجید ترجمہ اور تفسیر پڑھایا اور آپ نے پڑھا۔ یہ حتی تعلموا ما تقولون کا مصداق ہے۔ ان گزارشات کے ساتھ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سلسلوں کو قائم رکھیں اور ہم سب کو ان سے جڑے رہنے، استفادہ کرنے اور ترقی اور استحکام کی محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں قرآن مجید پڑھتے رہنے، صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے اور سمجھ کر پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

فیض المحدثین

[تالیف]

مولانا محمد فیاض خان سواتی

مہتمم جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

(اس کتاب میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے درجہ عالمیہ دورۂ حدیث شریف کے طلباء وطالبات کے نصابِ تعلیم میں داخل کتابوں اور ان کے مصنفین کا مختصر مگر جامع تعارف پیش کیا گیا ہے، جس سے طلباء وطالبات کے علاوہ عام اردو خواں حضرات بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔)

ناشر! ادارہ نشر واشاعت جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پاکستان

۔برائے رابطہ: 03026693479

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[خطاب] مولانا محمد فیاض خان سواتی
[ضبط وترتیب] محمد حذیفہ خان سواتی

تین مشکل ترین اعمال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، خُصُوْصاً عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ الْھُدٰی، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِo

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ، وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ، وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

محترم حاضرین وبرادرانِ اسلام وخواتین محترمات!

اللہ تعالیٰ کی دوسب سے بڑی نعمتیں اوراس پر تین مطالبات

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم دوسرے پارہ میں سے ”سورۃ البقرۃ“ کی آیت نمبر۱۵۲ تلاوت کی ہے، جس کی روشنی میں آج میں آپ کے سامنے تین مشکل ترین اعمال کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں، سب سے پہلے اس آیت کا ترجمہ ومفہوم عرضِ خدمت ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کو اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، جن میں امام جعفر صادقؒ کے بقول دو نعمتیں سب سے بڑی ہیں، ایک قرآن کریم اور دوسری جناب رسول اللہؐ کی ذات والا صفات، اس سے پچھلی آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی اکرمؐ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ آپ کو یہ یہ چیزیں بتائیں گے، یہ چونکہ یہ بہت بڑی نعمت تھی، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پر ہم سے کچھ مطالبات بھی کیے ہیں، جب کوئی بڑی چیز ملتی ہے تو اس کے ضمن میں مطالبہ بھی بڑا ہوتا ہے، جناب رسول اللہؐ اپنے بعد آنے والے تمام لوگوں کو عطا ہوئے، مسلمانوں کو بالخصوص اور باقی تمام امتوں کو بالعموم، لہٰذا جو آپ کو مانتے ہیں اللہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اُن سے کچھ مطالبات ہیں۔

[۱] پہلا مطالبہ یہ ہے فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ تم مجھے یاد کرو، میرا ذکر کرو اَذۡکُرۡکُمۡ میں تمہارا ذکر کروں گا، یعنی اس کا بدلہ بھی ملے گا، ترمذی شریف کی حدیث میں اس کی وضاحت آتی ہے، حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو آدمی مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے، میں بھی اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں، اور جو آدمی مجھے کسی مجمعے اور محفل میں یاد کرتا ہے تو میں اس آدمی کا ذکر اس سے اچھی مجلس میں کرتا ہوں، اللہ کے ہاں فرشتوں کی مجلس ہوتی، اور فرمایا کہ جو آدمی میری طرف چل کر آتا ہے، میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں، اسی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔

[۲] دوسرا مطالبہ یہ ہے وَاشۡکُرُوۡا لِیۡ اور تم میرا شکریہ ادا کرو۔ جب کوئی بڑی نعمت یا ہدیہ دیتا ہے تو اس کا شکریہ بھی ادا کیا جاتا ہے، شکر بھی ایک بہت بڑا اصول ہے۔

[۳] اور تیسرا مطالبہ یہ ہے وَلَا تَکۡفُرُوۡنِ اور تم میری ناشکر گزاری نہ کرو۔

الغرض! اس آیت میں تین باتیں ہیں، اللہ کا ذکر کرنا، اُس کا شکریہ اداء کرنا اور اس کی ناشکری نہ کرنا۔

تین مشکل ترین اعمال

نواسۂ رسولؐ حضرت حسینؓ کے ایک صاحبزادے میدانِ کربلا میں زندہ بچ گئے تھے، وہ بیمار تھے، اس وجہ سے انہوں نے اُن کو چھوڑ دیا تھا، جن کو امام زین العابدینؒ کہتے ہیں، اُن کے بیٹے امام محمد باقرؒ ہیں اور پھر اُن کے بیٹے امام جعفر صادقؒ ہیں، یہ سارے لوگ ہمارے پیشوا اور مقتدا ہیں، اور امام جعفر صادقؒ تو ہمارے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے استاذ اور مرشد بھی ہیں، سردست میں امام محمد باقرؒ کا ایک قول نقل کرنا چاہتا ہوں، جو متعدد کتب میں موجود ہے، امام ابن ابی شیبہؒ نے اپنی حدیث کی کتاب ''مصنف'' میں بھی اسے ذکر کیا ہے، امام محمد باقرؒ اہل بیت میں سے ہیں اور تابعی ہیں، انہوں نے فرمایا کہ اَشَدُّ الۡاَعۡمَالِ ثَلَاثَۃٌ سب سے مشکل اعمال تین ہیں، جو بظاہر ہمیں آسان معلوم ہوتے ہیں، لیکن امام باقرؒ فرماتے ہیں حقیقت میں وہ بہت مشکل ہیں۔

[۱] ہر حال میں ذکرِ الٰہی

پہلا عمل وہ یہ کہتے ہیں کہ ذِکۡرُ اللّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اللہ کا ذکر کرنا ہر حالت میں۔ یہ بظاہر بڑا آسان معلوم ہوتا ہے، لیکن بڑا ہی مشکل کام ہے کہ ہر حال میں اللہ کا ذکر کیا جائے، ہم تو اللہ کے ذکر کیلئے چوبیس گھنٹوں میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے چند گھڑیاں بھی نہیں نکال سکتے۔ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ابوداؤد شریف میں ہے کہ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ نبی اکرمؐ ہر گھڑی اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔ذکر کی بہت سے قسمیں ہوتی ہیں،ایک ذکر زبان سے ہوتا ہے، یہ سب سے آسان ہے جو ہم کرتے رہتے ہیں،سبحان اللہ،الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ۔ذکر دل اور روح سے بھی ہوتا ہے، یہ بڑے درجات ہیں،ہم عام لوگوں کیلئے زبان کا ذکر ہے،اولیاء اللہ اور تصوف کی لائن کے لوگ جب اپنی سلوک کی منازل طے کرتے ہیں تو وہ اگلے درجوں میں بھی پہنچ جاتے ہیں،اس پر بڑی محنت کرنی پڑتی ہے،تاہم ہمارے لیے یہ ہے کہ زبان سے اللہ کا ذکر کریں،جو شخص زبان سے اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس میں یہ استعداد پیدا کردیتے ہیں کہ وہ اگر کوئی اور کام بھی کر رہا ہو تو اس کا ذکر چلتا رہتا ہے،ایسے لوگ بھی ہیں،وہ اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور ان کا ذکر بھی چلتا رہتا ہے،توجہ ان کی اللہ کی طرف ہوتی ہے،تو یہ سب سے مشکل کام ہے،اللہ کی یاد۔

یہ مشکل کیوں ہے؟اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں خود فرمایا ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ (العنکبوت۔۴۵)اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔اور جو سب سے بڑی چیز ہوتی ہے اس کو ہر آدمی آسانی سے حاصل نہیں کرسکتا،اسی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی ترغیب دی ہے کہ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (الانفال۔۴۵)اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو تا کہ تم کو کامیابی نصیب ہو۔اور پھر اس کے ساتھ انسان کے جسم اور روح کو اطمینان حاصل ہوتا ہے،اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (الرعد۔۲۸)آگاہ رہو کہ اللہ کے ذکر اور اس کی یاد کے ساتھ دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔یہ سب سے مشکل کام ہے،اسی وجہ سے امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں تین اعمال سب سے مشکل ہیں جن میں پہلا اللہ کا ذکر ہر حال میں کرنا ہے،اس وجہ سے تمام مسلمان مرد اور خواتین کو اللہ کی یاد کا معمول بنانا چاہیے،اس سے بڑی فضیلتیں حاصل ہوتی ہیں، روحانیت نصیب ہوتی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

[۲] نفس کے ساتھ انصاف

دوسرا مشکل عمل وہ فرماتے ہیں وَالْاِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ انسان کا اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرنا۔آج ہم لوگ اپنے نفس،اپنے جی اور اپنی جان کے ساتھ انصاف نہیں کرتے،اسی وجہ سے دنیا میں بڑی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ترمذی شریف کی روایت میں حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ مجاہد وہ ہوتا ہے جو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کرتا ہے۔سب سے پہلے اپنی اصلاح ہے، یہ سب سے مشکل کام ہے، دوسروں کی اصلاح تو ہر کوئی کرنا چاہتا ہے، لیکن اپنی اصلاح کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتا، کیونکہ یہ نہایت دشوار گزار امر ہے، اسی کو وَالْاِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ کہتے ہیں، اسی وجہ سے اولیاء اللہ نفس کی اصلاح سے کام شروع کرتے ہیں، وہ انسانوں کی فرداً فرداً اصلاح کرتے ہیں کہ جب ایک ایک فرد ملتا چلا جائے گا تو ایک اچھی اور صالح سوسائٹی بن جائے گی اور اسی سے ایک کامیاب معاشرہ تشکیل پائے گا، پھر اچھے لوگ پیدا ہوتے ہیں، پھر انہی سے اچھے لوگ منتخب بھی ہوتے ہیں اور تمام شعبوں میں جاتے ہیں اور اپنے فرائضِ منصبی بطریقِ احسن انجام دیتے ہیں، ذاتی اور نفس کی اصلاح ہی اس کی بنیاد ہے، اس میں بڑی تفصیلات ہیں، میں ان میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ وقت کم ہے۔

[۳] مالی بھائی چارہ

تیسری بات امام محمد باقرؒ یہ فرماتے ہیں وَمُوَاسَاةُ الْاَخِ بِالْمَالِ اپنے بھائی سے مال کے ساتھ غم خواری کرنا۔پہلی بات میں اللہ سے جوڑ، دوسری بات میں اپنے نفس سے جوڑ، اور تیسری بات میں اپنی سوسائٹی کے ساتھ جوڑ بتلایا گیا ہے۔ بھائی سے مراد سگا بھائی بھی ہوتا ہے، دوست احباب اور ملنے جلنے والے بھی ہوتے ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اللہ کا ذکر، اپنے نفس کی اصلاح اور اپنے بھائی کے ساتھ غم خواری اور اس کی مالی مدد کرنا سب سے مشکل کام ہیں، اللہ کے بعض نیک بندے یہ امور انجام دیتے ہیں، لیکن بحیثیت مجموعی ہماری سوسائٹی میں بھائی بھائی کے ساتھ، دوست دوست کے ساتھ اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ تعاون نہیں کرتا، نہ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے نفس کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں، اگر ہم ان تین کاموں کو اختیار کر لیں تو یہ ہمارے لیے بہت فائدے کی بات ہوگی، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔

دعائیہ کلمات

اللہ تبارک وتعالیٰ تمام بیماروں کو شفا عطا فرمائے، جو وفات پا چکے ہیں ان کی بخشش ومغفرت فرمائے، ملک کے حالات کو درست فرمائے، جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو دینِ حق کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے، اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَن لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

(تاریخ خطبہ جمعۃ المبارک: ۲۷، جولائی ۲۰۱۸ء)

محمد صلاح الدین شہیدؒ

اسلامی نظامِ تعلیم وتربیت میں ذرائع ابلاغ کا کردار

دنیا میں اور تاریخ کے کسی عہد میں ایسا کوئی انسانی معاشرہ کہیں نہیں پایا گیا جس کی زندگی کسی نہ کسی نظامِ فکر و عقیدہ پر مبنی نہ رہی ہو، اور جس میں اس فکر وعقیدہ کے اظہار وابلاغ کی کوئی نہ کوئی صورت موجود نہ رہی ہو۔ انسانی زندگی کا آغاز تخلیقِ آدمؑ کے واقعہ سے ہوا، آدمؑ کے پیکرِ خاکی میں جان پڑتے اور شعوری زندگی کے آغاز ہوتے ہی دوصفات کا ظہور رہوا۔ ایک اپنے خالق کی موجودگی کا احساس واعتراف، اور دوسرے اس کے عطا کردہ علم کے اظہار کے لیے قوتِ گویائی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ، آدمؑ اور فرشتوں کے درمیان جو تبادلہٗ خیال ہوا اس میں گفتگو (Dialogue) پہلا ذریعہٗ ابلاغ (Medium of Communication) بنی۔

حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کے جوڑے کی صورت میں جنت کے اندر جس معاشرتی زندگی کا آغاز کیا گیا اس کے لیے جائز اور ناجائز، حلال اور حرام، مباح اور ممنوع، اور معروف اور منکر کی صراحت پر مبنی ایک ضابطہٗ حیات دیا گیا اور اقدار (Values) کا شعور بخشا گیا۔ ابلیس کے ساتھ کشمکش کا آغاز انہی اقدار کے تحفظ کے سلسلہ میں ہوا۔ گویا انسان کو جو پہلا چیلنج درپیش ہوا وہ جان اور مال کے تحفظ کا نہ تھا، اقدارِ حیات کے تحفظ کا تھا۔ اور اس میں ناکامی نے اسے جنت کی راحتوں اور نعمتوں سے محروم کر کے اس کانٹوں بھری دنیا میں لا پھینکا۔ اور یہاں بھی شرط یہ عائد کی گئی کہ انہی اقدار کی حفاظت میں کامیابی حاصل کی تو جنتِ گم گشتہ دوبارہ تمہارا مسکن بن سکتی ہے، اور اس میں ناکام رہے تو پھر جہنم کی آگ میں ہمیشہ جلتے رہنا تمہارا مقدر ہوگا۔ سورہ بقرہ کی آیات ۳۵ تا ۳۹ کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

’’ہم نے آدمؑ سے کہا کہ تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو اور یہاں بفراغت جو چاہو کھاؤ مگر اس درخت کا رخ نہ کرنا ورنہ ظالموں میں شمار ہو گے۔ آخر کار شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کی ترغیب دے کر ہمارے حکم کی پیروی سے ہٹا دیا اور انہیں اس حالت سے نکلوا کر چھوڑا جس میں وہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ ہم نے حکم دیا کہ اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہیں ایک خاص مدت زمین میں ٹھہرنا اور وہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گزر بسر کرنا ہے۔اس وقت آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی جس کو اس کے رب نے قبول کر لیا کیونکہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ، پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہوگا، اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ آگ میں جانے والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔‘‘

ان آیات سے واضح ہو جاتا ہے کہ اولین انسان نے اس دنیا میں جہل کی تاریکی میں نہیں بلکہ علم وشعور کی روشنی میں اپنی زندگی کا آغاز کیا تھا۔اور اس کے ساتھ ہی انسان کے لیے دشمنی کا جذبہ لے کر ابلیس بھی یہاں نازل ہوا تھا۔اب ان کے درمیان ازل سے جو جنگ چلی آ رہی ہے اور جو ابد تک جاری رہے گی، وہ یہ ہے کہ ابلیس انسان کو احکامِ الٰہی کی پابندی و پیروی کی راہ سے ہٹانے پر لگا ہوا ہے، اور انسان وحی کے ذریعے ملنے والی ہدایت کی روشنی میں اطاعت وفرمانبرداری کی زندگی بسر کرنے کی جدوجہد کر رہا ہے۔تاریکی اور روشنی کے درمیان اس کشمکش کا ذکر قرآن حکیم نے ان الفاظ میں کیا ہے:

’’جو لوگ ایمان لاتے ہیں اللہ ان کا حامی و مددگار ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے، اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے حامی و مددگار طاغوت ہیں وہ انہیں روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔‘‘

ان آیات سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اسلامی اقدار سے ہماری مراد کیا ہے۔اسلامی اقدار زندگی کی وہ قدریں ہیں جو ہمیں وحی کے ذریعے بھیجی جاتی رہیں اور جن کی تکمیل آخری نبی حضرت محمدؐ کے ذریعے کی گئی۔

قدر در حقیقت انسانی اعمال و کردار کی جانچ پرکھ کے پیمانوں کا نام ہے۔دنیا کی تمام ٹھوس، مائع، گیس اور دیگر مادی اشیاء کے طول وعرض، وزن اور حجم وغیرہ کے لیے ہم مختلف اوزان و پیمانہ جات استعمال کرتے ہیں۔قدر (Value) وہ پیمانہ ہے جس سے ہم انسان کے کردار کی صفات کو ناپتے اور اس کے بارے میں اچھا یا برا ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔یہ ایک مرکزِ حوالہ (Point of Reference) یا ایک کسوٹی ہے جس کے ذریعے کردار کا وزن اور کھرا پن جانچا جاتا ہے۔

کوئی انسانی معاشرہ اچھے یا برے کی تمیز یا صحیح اور غلط کے شعور سے عاری نہیں ہوتا۔یہ برے بھلے کی تمیز

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اخلاقی اقدار ہی کے حوالے سے کی جاتی ہے۔ یہ اقدار کہاں سے آئی ہیں اور کس طرح انسان کے شعور وادراک کا حصہ بنی ہیں؟ اس کے بارے میں فلسفیوں کا دعویٰ تو یہ ہے کہ یہ انسانی شعور کے ارتقاء کا نتیجہ ہیں۔مگر قرآن حکیم ہم پر واضح کرتا ہے کہ یہ انسان کی فطرت کا لازمی حصہ ہیں اور اس کی تخلیقی اسکیم کا بنیادی جزو ہیں۔ جب یہ کہا گیا کہ ''ہم نے آدمؑ کو تمام اشیاء کے نام سکھائے'' (البقرہ۳۱) تو اس سے مراد محض تعارفِ اشیاء نہیں۔خواصِ اشیاء، زندگی میں ان کی حیثیت واہمیت، زندگی سے ان کے تعلق، انسانی زندگی پر ان کے برے اور اچھے اثرات، اور ان کے استعمال سے متعلق جائز وناجائز اور حلال وحرام کی حدود، سب ہی اشیاء کے نام سکھانے کے مفہوم میں شامل ہیں۔

انسان کو جس احسن تقویم پر پیدا کیا گیا وہ بہترین جسمانی ہیئت وساخت ہی تک محدود نہیں، اس کا شعوری وجود بھی اس میں شامل ہے۔تخلیقِ آدم کے بعد ہدایتِ آدم کا جو اہتمام نزولِ وحی کی صورت میں کیا گیا اس میں انبیاءؑ، ان کے ساتھ اتاری جانے والی کتب اور معجزات کے علاوہ ایک چیز میزان بھی ہے۔سورہ الحدید میں ارشاد ہوا:

''ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔'' (الحدید۲۵)

یہ میزان جو لوازماتِ عدل میں شامل کی گئی ہے، تاجر کی ترازو نہیں ہے۔ بلکہ وہ میزانِ خیر وشر ہے جو انسان کے نفس میں نصب کر دی گئی ہے۔اسے ہم ضمیر بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک ناخواندہ فرد کے اندر بھی اسی طرح کام کرتی ہے جس طرح کسی عالم اور فاضل کے اندر۔ یہ ہر لحہ ایک ایک نیت، ارادے، عزم اور عمل کے بارے میں فیصلہ کرتی اور قلب وذہن پر دستک دے کر ٹوکتی جاتی ہے کہ نیت وارادہ درست اور عدل پر مبنی ہے یا غلط اور ظلم پر مبنی؟ کوئی عمل خیر کے پیمانوں پر پورا اترتا ہے یا شر اور فساد کے زمرے میں آتا ہے؟ نفسِ انسانی کے اندر پیوست یہی وہ میزان ہے جس کے بارے میں سورۃ الشمس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور دس اشیاء پر مشتمل طویل ترین قسم کھا کر ارشاد فرمایا ہے کہ: ''اور نفسِ انسانی کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے ہموار کیا اور پھر اس کی بدی اور اس کی نیکی وپرہیزگاری اس پر الہام کر دی۔یقیناً فلاح پا گیا وہ شخص جس نے نفس کا تزکیہ کیا، اور نامراد ہوا وہ جس نے اسے کچل کر دبا دیا۔''

ان آیات سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن نے نیکیوں کو ''معروف'' اور برائیوں کو ''منکر'' کیوں کہا ہے۔ان اصطلاحات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ دنیا کے کسی بھی گوشے میں آباد اور کسی بھی عہد میں زندگی بسر کرنے والا انسان، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ، فطرتاً نیکی اور بدی کا ایک مشترکہ شعور رکھتا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دیانت، امانت، عدل، احسان، تحمل، بردباری، شفقت، محبت، شجاعت، پاکیزگی اور صداقت کو ہر انسانی معاشرے میں اقدارِ خیر کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ اور بے ایمانی، خیانت، ظلم، زیادتی، بے صبرے پن، چھچھورے پن، عداوت، قساوت، بزدلی، غلاظت، جھوٹ اور دھوکے بازی کو ہر جگہ شر اور ممنوعات میں شمار کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جنہیں ہم اسلامی اقدار کہتے ہیں وہ درحقیقت انسانی اقدار اخلاق ہیں۔

خیر و شر میں تمیز اور ان کے ترک و اختیار پر قدرت ہی وہ بنیادی صفت ہے جو انسان کو دوسری ذی حیات مخلوقات سے ممتاز کرتی اور اسے اشرف المخلوقات کے بلند مرتبے پر فائز کرتی ہے۔ اس کی وجہ سے انسان ایک اخلاقی وجود قرار پاتا ہے۔ جبکہ دوسری تمام مخلوقات جبلی کردار کے تابع ایک لگے بندھے ضابطے کے مطابق زندگی گزارتی ہیں۔ انسان کا یہ اخلاقی وجود ہی ہے جس کی تعلیم و تربیت، تزکیہ و رہنمائی اور حفاظت و سلامتی کے لیے انبیاءؑ کو مبعوث کیا گیا، کتابیں نازل کی گئیں، صحیفے اتارے گئے، اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اس تعلیم و تزکیہ کی تکمیل کی گئی۔ حضور اکرمؐ کے مشن کا تعارف کراتے ہوئے قرآن حکیم ہمیں بتاتا ہے کہ:

''ہم نے تمہارے درمیان خود تم میں سے ایک رسولؐ بھیجا جو تمہیں ہماری آیات سناتا ہے، تمہارا تزکیہ نفس کرتا ہے، تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم جانتے نہ تھے۔'' (البقرہ ۱۵۱)

گویا تزکیہ نفس اور تطہیرِ اخلاق ہی وہ اصل کام ہے جس کے لیے حضور اکرمؐ اور آپ سے قبل کے تمام انبیاءؑ کو مبعوث فرمایا گیا۔ معمارِ حرم ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ نے اسی کام کے لیے دعا فرمائی تھی کہ:

''اے ہمارے رب! ان لوگوں میں خود انہی کے درمیان سے ایک رسولؐ اٹھائیو جو انہیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، اور ان کا تزکیہ نفس کرے، تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔'' (البقرہ ۱۲۹)

اس مقتدر اور حکیم ہستی نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا قبول فرمائی اور اس سے قبل کی محولہ بالا آیت میں، جوابِ دعا کے طور پر حضور اکرمؐ کی بعثت کا ذکر، عین اسی مشن کا صراحت کے ساتھ کیا جس کی تمنا حضرت ابراہیمؑ نے ظاہر فرمائی تھی۔ خود حضورؐ نے اپنی زبانِ مبارک سے اپنا تعارف کراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ''مجھے مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے''۔ ایک اور حدیث میں یہی بات ان الفاظ میں کہی گئی ہے بعثت لاتمم حسن الاخلاق ''مجھے حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے''۔ یعنی تعمیرِ اخلاق کا جو کام حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک مختلف انبیاء کرامؑ کرتے چلے آرہے ہیں، میں اس کی تکمیل کے لیے مبعوث

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کیا گیا ہوں۔

اس پورے پس منظر میں اسلامی اقدار کے فروغ وتحفظ کا مطلب یہ ہے کہ نبی آخرالزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی معاشرے کو اخلاق کی جس بلند سطح پر پہنچایا اور چھوڑا تھا، وہ ہمارا آئیڈیل رہے۔ اور خود حضورؐ کی ذاتِ اقدس جسے قرآن نے اسوۂ حسنہ قرار دیا، ہماری نگاہوں کا مرکز بنی رہے۔ اسے مسلم معاشرے میں قیامت تک کے لیے مرکزِ حوالہ (Point of Reference) بنا دیا گیا ہے۔ اور آپؐ کے بعد مستقبل میں آنے والی تمام اسلامی حکومتوں کے لیے ایک مستقل لائحۂ عمل بھی طے کر دیا گیا ہے جو چار بنیادی نکات پر مشتمل ہے:

''یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو ہم زمین میں اگر تمکن وحکومت عطا کریں تو یہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے روکیں گے۔''

یہ لائحۂ عمل اسلامی ریاست میں تمام ذرائع ابلاغ کی سمت اور ان کے مقصد کا تعین کر دیتا ہے۔ ابلاغ کے معنی پھیلانے اور پہنچانے کے ہیں۔ اسلام نے طے کر دیا کہ پھیلانے اور پہنچانے کی چیز صرف معروف ہے۔ یہ ان ذرائع کا ایجابی اور فروغی (Positive and Promotive) کردار ہے۔ ان کا سلبی (Negative) اور دفاعی (Defensive) یا حفاظتی (Protective) کردار یہ ہے کہ منکرات کو دبانے اور مٹانے کا فریضہ انجام دیں۔ اسلامی اقدار پر جس سمت سے کوئی حملہ ہو اس کا منہ توڑ جواب دیں۔ گویا فروغِ خیر اور انسدادِ شر ان کا بنیادی کام ہے۔ ان ذرائع کو بالعموم رسمی (Formal) اور غیر رسمی (Informal) میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ تعلیم کو رسمی، اور دیگر تمام سمعی وبصری ذرائع کو جو نظامِ تعلیم کے دائرہ سے باہر واقع ہوں غیر رسمی ذرائع شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ تقسیم کسی بین الاقوامی اصول یا ضابطہ پر مبنی نہیں ہے۔

سیکولر معاشروں میں نظامِ تعلیم اور اخبارات وجرائد، ریڈیو، ٹیلیویژن اور دوسرے ذرائع میں باہم کوئی ربط و تعلق نہیں ہوتا۔ مذہب اور سیاست کی دوعملی کے زیر اثر نظامِ تعلیم اور ذرائع ابلاغ بھی دو مختلف دائروں میں گردش کرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن ایک نظریاتی ریاست میں رسمی اور غیر رسمی ذرائع کے درمیان ایک ربط وہم آہنگی پائی جاتی ہے، بڑی حد تک یک رنگی دکھائی دیتی ہے۔ جو کچھ نصابی کتب کے ذریعے کلاس روم میں پڑھایا جاتا ہے اسی کی تعلیم لٹریچر، اخبارات وجرائد، ریڈیو اور ٹیلیویژن کے پروگراموں کے ذریعے دی جاتی ہے۔ تناقص اور تضادات سے مجموعی فضا کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کردار سازی میں تعمیر وتخریب کا عمل ساتھ ساتھ نہیں چلتا۔ معاشرہ جس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فلسفۂ حیات پر قائم ہے اسے ہر ذریعۂ ابلاغ ذہن میں بٹھانے اور کردار وعمل کا جزو بنانے کی بڑی مربوط اور منظّم کوشش کرتا ہے۔ اسی کے نتیجے میں کردار کی یکسانیت اور فکر کی یکجہتی ابھرتی اور افرادِ قوم کو متحد کرتی اور ایک دوسرے کا معاون بنا دیتی ہے۔

اسلام بھی اپنے زیرِ اقتدار معاشرے میں تمام ذرائع ابلاغ کو مسلمانوں کی انفرادی واجتماعی زندگی ''صبغۃ اللہ'' یعنی اللہ کے رنگ میں رنگ دینے پر ماموردیکھنا چاہتا ہے۔ اسلامی اقدار ایک اعلیٰ اخلاقی کردار کا جزو اور اس کی تشکیل کا ذریعہ ہیں۔ یہ اسی صورت میں پروان چڑھ سکتی ہیں جب آنکھوں کے اشارے ہوں یا جسم کی حرکات، قلم اور برش کی نوک ہو یا کیمرے کی آنکھ، ریڈیو کی آواز ہو یا ٹی وی اسکرین، اخبارات کے صفحات ہوں یا رسالوں کے ٹائیٹل، افسانے اور ناول ہوں یا ڈرامے اور نغمے، خبروں کے متن ہوں یا ان کی سرخیاں، ان سب پر معروف اور منکر کا قرآنی ضابطۂ اخلاق نافذ ہو۔ اور رسمی وغیر رسمی تمام ذرائع ابلاغ اس مقصد کے تابع ہوں جس کی خاطر انبیاءؑ کو مبعوث کیا گیا۔ یعنی تعمیر وتکمیلِ اخلاق اور تزکیۂ نفس۔ خالص تفریحی پروگرام بھی اس سے مستثنیٰ نہ ہوں۔ آخر عہدِ نبویؐ، دورِ خلافتِ راشدہ، اور بعد کے زمانوں میں زندگی کی تمام سرگرمیاں لطائف، تفریحات اور جمالیاتی اظہار کی مختلف صورتوں سے خالی نہیں تھیں، وہ جاری وساری رہی ہیں۔ پھر آج اسے خارج از امکان کیوں سمجھ لیا گیا ہے؟

جس طرح ایک بداخلاق شخص تطہیرِ اخلاق اور تزکیۂ نفس کا کام انجام نہیں دے سکتا، اسی طرح بے مہار ذرائع ابلاغ سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اسلامی اقدار کے فروغ وتحفظ کا کام انجام دے سکیں۔ اس نے خود ان ذرائع کے لیے ایک ضابطۂ اخلاق مقرر کیا ہے جس کی پابندی کے بغیر وہ مثبت اور تعمیری کردار ادا نہیں کر سکتے۔ اس ضابطۂ اخلاق کے چند بڑے بڑے اصول یہ ہیں:

(۱) حق گوئی: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو، اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات یا تمہارے والدین اور رشتے داروں ہی پر کیوں نہ پڑتی ہو، فریقِ معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے، لہٰذا تم اپنی خواہشِ نفس کی پیروی میں عدل سے نہ ہٹو، اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا، تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔'' (النساء ۱۳۵)

(۲) شہادتِ حق: ''اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ، جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ سے آلودہ ہے، اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔'' (البقرہ ۲۸۲)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۳) کتمانِ حق سے گریز: ''باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور جان بوجھ کر حق کو چھپانے کی کوشش نہ کرو۔'' (البقرہ ۴۲) ...... ''اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جس کے ذمہ اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے، اللہ تمہاری حرکات سے غافل تو نہیں ہے۔'' (البقرہ ۱۴۰)

(۴) صاف اور سیدھی بات: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، صاف اور کھری بات کیا کرو۔'' (الاحزاب ۷۰)

(۵) بھلی بات: ''اور لوگوں سے ہمیشہ بھلی بات کیا کرو۔'' (البقرہ ۸۳)

(۶) دعوت بطریق احسن: ''اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے سے جو ہر لحاظ سے بہترین ہو۔'' (النحل ۱۲۵)

(۷) بہترین انسدادی تدبیر: ''برائی کو اس طریقے سے دفع کرو جو تمہارے نزدیک بہترین ہو۔'' (المومنون ۹۶)

(۸) بدی کے بدلے نیکی: ''نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں، تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو، تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی ہے وہ جگری دوست بن گیا ہے۔'' (حم السجدہ ۴۱)

(۹) امر بالمعروف، نہی عن المنکر: ''تم میں سے کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔'' (آل عمران ۱۰۴)

(۱۰) احترامِ آدمیت: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نہ مرد ایک دوسرے کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔'' (الحجرات ۱۱)

(۱۱) غیبت سے گریز: ''اور تم ایک دوسرے کی برائی پیٹھ پیچھے نہ کیا کرو۔'' (الحجرات ۱۲)

(۱۲) بدگمانی سے پرہیز: ''گمان کرنے سے پرہیز کیا کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔'' (الحجرات ۱۲)

(۱۳) خواتین کے معاملے میں خصوصی احتیاط: ''جو لوگ پاک دامن بے خبر مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ وہ اس دن کو نہ بھول جائیں جب ان کی اپنی زبانیں اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں ان کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔ اس دن اللہ انہیں بھرپور بدلہ دے گا جس کے وہ مستحق ہیں اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ ہی حق ہے سچ کو سچ کر دکھانے والا۔'' (النور ۲۳ تا ۲۵)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۱۴) شرطِ تحقیق: ’’اس وقت تم کیسی سخت غلطی کر رہے تھے جب تمہاری ایک زبان سے دوسری زبان اس جھوٹ کو لیتی چلی جا رہی تھی اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے چلے جا رہے تھے جس کے متعلق تمہیں کوئی علم نہ تھا، تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے جبکہ اللہ کے نزدیک یہ ایک بڑی بات تھی۔‘‘ (النور ۱۵)

’’اور اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو بے جانے بوجھے نقصان پہنچا دو اور پھر اپنے کیے پر پچھتاؤ۔‘‘ (الحجرات ۶)

(۱۵) نجی زندگی کا تحفظ: ’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک گھر والوں سے اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیجو، یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے، توقع ہے کہ تم اس کا خیال رکھو گے۔ پھر اگر وہاں کسی کو موجود نہ پاؤ تو داخل نہ ہو جب تک کہ تمہیں اجازت نہ مل جائے، اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ، یہ تمہارے لیے پاکیزہ طریقہ ہے۔‘‘ (النور ۲۷، ۲۸)

(۱۶) کھوج کرید سے گریز: ’’اور تجسس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے؟ دیکھو تم خود اس سے گھن کھاتے ہو‘‘ (الحجرات ۱۲)

(۱۷) فحاشی اور بے حیائی سے گریز: ’’جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والے گروہ کے اندر فحاشی پھیلے، وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔‘‘ (النور ۱۰۹)

’’اور فحاشی کے قریب ہرگز نہ پھٹکو خواہ وہ کھلی ہو یا چھپی۔‘‘ (انعام ۱۵۱)

’’اے بنی آدم! ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں پھر اسی فتنے میں مبتلا کر دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوایا تھا اور ان کے لباس ان کے جسم سے اتروا دیے تھے تاکہ ان کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے سامنے کھولے، وہ اور اس کے ساتھی تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے، ان شیاطین کو ہم نے ان لوگوں کا سرپرست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔‘‘ (الاعراف ۲۷)

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو، شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، جو کوئی اس کی پیروی کرے گا وہ اسے فحاشی اور بدی پھیلانے کا حکم دے گا۔‘‘ (النور ۳۱)

(۱۸) نیکی میں تعاون: ’’نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔‘‘ (المائدہ ۲۰)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۱۹) بدی میں عدمِ تعاون: ''اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو، صرف اللہ سے ڈرو، اس کی سزا بہت سخت ہے۔'' (المائدہ ۲۰)

(۲۰) مذہبی دل آزاری سے گریز: ''یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر جن معبودوں کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دو۔'' (الانعام ۱۰۸)

(۲۱) اظہارِ خیال میں شائستگی: ''اہلِ کتاب کے ساتھ بحث نہ کرو مگر احسن طریقے سے۔'' (العنکبوت ۴۶)

یہ ضابطۂ اخلاق قرآنی آیات سے مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں احادیث نبویؐ اور اقوالِ خلفائے راشدینؓ و صحابہ کرامؓ کو بھی شامل کر لیا جائے تو ایک نہایت مفصل اور جامع ضابطہ مرتب کیا جا سکتا ہے، جس کی حدود میں کام کرنے والے ذرائع ابلاغ ہی اسلامی اقدار کے فروغ وتحفظ کے ضامن بن سکتے ہیں۔ یہ بات کہ اسلام کن اقدار کا فروغ وابلاغ چاہتا ہے اور کن چیزوں کا انسداد وسد باب، کوئی تحقیق طلب مسئلہ نہیں ہے، مسلمانوں کا بچہ بچہ اور خواندہ وناخواندہ فرد اس سے بخوبی واقف ہے، مسئلہ صرف یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ کو ان کا تابع اور پابند کیسے بنایا جائے؟

اس وقت اپنے کنٹرول کے لحاظ سے ذرائع ابلاغ تین دائروں میں منقسم ہیں: سرکاری دائرہ، نجی ادارتی دائرہ، اور نجی انفرادی دائرہ۔

☆ ریڈیو، ٹیلیویژن اور حکومت کے زیر اہتمام شائع ہونے والے تمام اخبارات و جرائد سرکاری کنٹرول میں ہیں۔

☆ نجی اداروں کے تحت شائع ہونے والے اخبارات و جرائد پالیسی کے لحاظ سے اپنے مالکان کے کنٹرول میں ہیں۔

تیسرا دائرہ جو سرکاری کنٹرول سے یکسر آزاد ہے یا آزاد رکھا گیا ہے، نجی کاروبار اور نجی رجحانات ومیلانات اور ذوق وپسند کا وہ دائرہ ہے جس میں وی سی آر اور سمعی وبصری کیسٹوں، تصاویر اور کارڈوں کی فراوانی ہے اور جس نے اخلاقی زوال وانحطاط کو پستی کی انتہا پر پہنچا دیا ہے۔ ہمارے گھروں میں اسلامی اقدار واخلاق کی تباہی اور فحاشی و بے شرمی کے فروغ میں ان ذرائع ابلاغ کا کردار سب سے نمایاں اور انتہائی تشویشناک ہے۔ بظاہر یہ ذرائع ''ذرائع ابلاغ'' (Mass Communication) کی تعریف میں نہیں آتے لیکن ان کا دائرہ گھر سے نکل کر چونکہ محلّہ کی سطح پر دراز ہو چکا ہے اور ایک ایک فلم کو دیکھنے والوں کی تعداد سینما گھروں کے تماش بینوں کی تعداد کے مساوی ہو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گئی ہے اس لیے یہ انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ذریعہ ابلاغ بن چکا ہے۔ اور پورے معاشرے کی اجتماعی صورت گری میں اس کے اثرات بہت ہمہ گیر ہیں، اس لیے اسے نجی دائرہ تک محدود سمجھنا درست نہیں ہے۔ ہم اپنے شہروں، قصبوں اور دیہات میں اگر آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کی دوکانوں کا سروے کریں، ملک میں وی سی آر کی مجموعی تعداد معلوم کریں اور ان کے سامعین وناظرین کی تعداد جان سکیں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ معاشرے پر اس کی گرفت کتنی وسعت اختیار کر چکی ہے اور بچوں، جوانوں، بوڑھوں، عورتوں اور مردوں کے کردار، ذہنی رویوں اور رجحانات و میلانات میں ان کے ذریعے کتنی بڑی تبدیلی آ چکی ہے۔

مسلم معاشرے کے لیے اس وقت سب سے بڑا چیلنج یہی ہے کہ سرکاری کنٹرول میں کارفرما ذرائع ابلاغ ہوں یا نجی اداروں اور انفرادی دائروں میں کام کرنے والے ذرائع ابلاغ، ان سب پر اباحیت پسند اور رند پرست طبقے کا قبضہ ہے۔ جس کے نزدیک اخلاقی اقدار کوئی اہمیت نہیں رکھتیں بلکہ یہ اقدار اس کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی مفادات کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ خام مال اور مشینری کی حد تک سو فیصد اور مواد کی حد تک ہمارا ۴۰ فیصد انحصار بیرونی ممالک پر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مغربی ثقافت اور تہذیب کے اثرات ایک سیلاب کی صورت میں ہمارے معاشرے کو اپنی زد میں لیے ہوئے ہیں۔ ہمارا نظامِ تعلیم اور خاندان کے تربیتی مراکز اپنی اثر انگیزی کھو بیٹھے ہیں۔ اسلامی اقدار کی آبیاری کے لیے جو سازگار ماحول اور رسمی وغیر رسمی ذرائع ابلاغ کا مربوط، ہم آہنگ اور یکجہت تعاون درکار ہے، وہ مفقود ہے۔

اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے ہمیں مختصر المیعاد اور طویل المیعاد اہداف کے تعین کی ضرورت ہے:

مختصر المیعاد اہداف میں ایک ایسی تحریکِ مزاحمت کی ضرورت ہے جو فحاشی اور عریانی کے خلاف تسلسل کے ساتھ جاری رکھی جا سکے۔ اور حکومت، صحافتی وطباعتی اداروں، ناشروں اور کاروباری اداروں پر پورا دباؤ ڈال کر انہیں راہ راست پر لانے کے لیے مجبور کر سکے۔ اور محلّہ محلّہ میں تطہیرِ اخلاق کی مہم چلا سکے۔

طویل المیعاد اہداف میں اس برسرِ اقتدار گروہ سے نجات پانا شامل ہے جو فحاشی وعریانی کا محافظ وسرپرست اور اسلامی اقدار کی پامالی کا اصل ذمہ دار ہے۔ یہ تبدیلی حکومت اور صالح افراد کے ہاتھوں میں زمامِ اقتدار کی منتقلی کا مسئلہ ہے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جانی چاہیے کہ اسلامی اقدار کے فروغ وتحفظ کے لیے ہم ذرائع ابلاغ کو محض وعظ وتلقین سے اپنا قبلہ درست کر لینے پر آمادہ نہیں کر سکتے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم --- ❁ --- مولانا محمد فیاض خان سواتی

وفیات

(۱) حاجی محمد اسحاق امیر تبلیغی جماعت گوجرانوالہ گزشتہ ماہ انتقال فرما گئے ہیں، مرحوم تبلیغی جماعت میں تقریباً نصف صدی تک اندرون وبیرون ممالک خدمات انجام دیتے رہے ہیں، جامعہ نصرۃ العلوم کے ساتھ بھی ان کا بڑا گہرا قلبی تعلق تھا، ان کے صاحبزادوں نے یہیں قرآن کریم حفظ کیا، احقر کے ساتھ بھی بزرگانہ بے تکلفی تھی، اللہ کریم ان کی جملہ خدمات کو قبول فرمائے اور ذخیرہ آخرت بنائے۔

(۲) جامعہ نصرۃ العلوم کے فاضل مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر قادری خطیب جامع مسجد امن ومہتمم جامعہ حنفیہ قادریہ باغبانپورہ لاہور عارضہ جگر میں مبتلا رہنے کے بعد گزشتہ ماہ لاہور میں انتقال فرما گئے ہیں، مرحوم ہمارے پرانے ساتھی اور ایک متحرک انسان تھے، ان کے والدِ ماجد حضرت مولانا محمد اسحاق لاہوریؒ ہمارے شیخین کریمینؒ کے دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث شریف کے کلاس فیلو تھے، مولانا جمیل الرحمٰن ہر سال میری دعوت پر جامعہ کا سالانہ امتحان لینے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے، لیکن امسال علالت کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے تھے، ہم ان کے صاحبزادگان، خاندان اور متعلقین سے تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ کریم ان کی جملہ مساعی جمیلہ اور خدماتِ دینیہ اپنی بارگاہِ اقدس میں قبول ومنظور فرمائے اور ان کی آخرت کی تمام منازل کو آسان فرماتے ہوئے خُلدِ بریں میں جگہ عطاء فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین۔

و ان افتقادی واحدا بعد واحد

دلیل علیٰ ان لا یدوم خلیل

(۳) مولانا عاصم سرگانہ بن مہرحق نواز سرگانہ ساکن احمد پور سیال جھنگ ۲۸ فروری بروز منگل ٹریفک حادثے میں شہید ہو گئے ہیں۔

ہم ان تمام خاندانوں سے تعزیت کرتے ہیں اور قارئین کرام سے ان کے حق میں دعائے مغفرت کی درخواست کرتے ہیں، اللہ کریم ان تمام کی غلطیوں، کوتاہیوں کو درگزر فرما کر جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے، آمین یارب العالمین (فیاض)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com